سوز و گداز

یعنی

حسن و شام سندر

مع

نغمۂ راز و درد جدائی و صبح وصال و شام فراق

مصنفہ

علامۂ زمن سخنور شیرین سخن محقق کامل الفن
جناب مولانا محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی

حسب فرمایش

مجمع اخلاق صوری و معنوی جناب منشی محمد ظہور احسن صاحب نیموی

باہتمام خاکسار محمد نثار حسین نثار مالک قومی پریس و مہتمم پیام یار

سنہ ۱۸۹۶ء

قومی پریس لکھنؤ میں چھپی

قیمت فی جلد ۶/

آثار السنن

آج کل مُلک کو سخت ضرورت ہے کہ حدیث شریف مین کوئی ایسی کتاب قابل درس تالیف کیجائے جسمین مختلف کتب احادیث سے وہ صحیح حدیثین جمع کیجائین جو بیشتر صحیح اور مذہب حنفی کی موئد ہون۔ حضرات محدثین بہت کچھ تالیف کرگئے مگر افسوس اس قسم کی کتاب کی طرف کسی نے توجہ نہین کی۔ اگرچہ یہ کام سخت اہم ہے۔ مگر فقیر نے متوکلا علی اللہ آثار السنن نام ایک کتاب مع **التعلیق الحسن** لکھنا شروع کی ہے۔ **کتاب الطہارۃ** ختم ہوگئی۔ **کتاب الصلوۃ** بھی قریب الاختتام ہے۔ ہر حدیث کے آخر مین بحوالہ مخرجین صحیح یا حسن۔ یا ضعیف ہونے کا بھی بیان ہے۔ بلکہ حاشیہ مین ضروری مباحث کے علاوہ اور محدثین کی تصحیح و تضعیف بھی اکثر مواقع مین لکھی گئی ہے جو حدیث صحاح ستہ کے سوا کسی اور کتاب سے منقول ہوئی ہے۔ حاشیہ مین اوسکی پوری سند لکھدی گئی ہے۔

ہندوستان کے نامی کتب خانون کے علاوہ انشاء اللہ تعالے۔ مصر و روم۔ و حجاز کی قلمی کتابون سے بھی اسمین مدد لیجائیگی۔ چونکہ اراکین **ندوۃ العلما** کی راے ہے کہ یہ کتاب **نصاب تعلیم** مین داخل کرلیجائے۔ اور اکثر شائقین کو کتاب الصلوۃ ہی کا زیادہ اشتیاق ہے۔ لہذا قصد ہے کہ کتاب الصلوۃ ختم کرکے جزو اول چھپوا دیا جائے۔ جسکی قیمت فی جلد عہ قرار پائی ہے۔

جو صاحب قیمت پیشگی ادا فرمائین گے اونکو نصف قیمت پر یہ کتاب ملیگی۔

المشتہر

خادم حدیث نبوی ابو الخیر محمد ظہیر احسن **شوق نیموی**۔ شہر پٹنہ۔ شاہ کی املی

اِنَّ مِنَ البَیانِ لَسِحرًا

الحمد للہ و المنۃ کہ گنجینہ راز آئینۂ ناز و نیاز موسوم بہ مثنوی

سوز و گداز

مصنفہ علامۂ زمن جناب مولانا محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی

قومی پریس لکھنؤ مین چھپی

یون لطف تو نہ پائے گا سوز و گداز کا
پروانہ پہلے بن لے کسی شمعِ ناز کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد خدا و نعتِ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وسلّم۔ اُمیدوار رحمتِ پروردگار ہادی محمد محفوظ الحق **واصل** عظیم آبادی عرض کرتا ہے کہ علّامہ زمن محقق کامل الفن جناب مولانا ابو الخیر محمد ظہیر احسن صاحب **شوق** نیموی عظیم آبادی کی ذات بابرکات بھی ایک آئینۂ قدرت الٰہی ہے جس علم کی طرف نظر اوٹھائی دریا بہا دیا جس فن کی جانب توجہ کی ڈنکا بجا دیا۔ خصوصاً شعر و سخن مین وہ رتبہ خداداد پایا ہے کہ اساتذۂ لکھنؤ و دہلی تک آپ کو مانتے ہین قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ چنانچہ مؤلف رسالۂ **تنبیہ** نے جناب ممدوح کی نسبت لکھا ہے کہ "یہ وہ شخص ہے اور ایسا بلند ارکا پایہ ہے کہ مُلکِ سخن مین اسکے جھنڈے گڑے ہوئے ہین۔ کاملین و ماہرین فن اس شخص کے مرتبے کو بہت کُچھ سمجھتے ہین" المختصر حضرتِ شوق نیموی کا کمال و مہارتِ فن مسلم الثبوت ہے کئی برس ہوئے کہ **نغمۂ راز** نام وہ دلکش مثنوی لکھی جسکا تمام ہندوستان مین طوطی بولتا ہے۔ جو سنتا ہے اوسکے درد آمیز مضامین سے بیساختہ بیچین ہو جاتا ہے اب یہ دوسری مثنوی **سوز و گداز** نام نظم فرمائی ہے جسمین حسن و عشق کی اندوہناک سرگزشتین قلم بند کی ہین **محمد حسن** اور **شام سُندر** کی پاک محبت کا نقشا اوتارا ہے۔ دلی جذبات کی ہو بہو تصویر کھینچی ہے یہ حیرت انگیز قصہ کچھ فرضی نہین اصلی ہے جسکو تخمیناً ڈیڑھ سو برس گزرے ہونگے۔ اسکی اصلیت کا ثبوت اس سے بڑھ کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ خود وہ مرحوم عاشق اپنے حالات آپ لکھ گیا ہے جسکو تایدؔ عظیم آبادی المتوفی ۱۲۰۰ھ نے اپنے خط مین بعینہٖ نقل کر کے شاہزادہ مرزا جوان بخت جہاندار شاہ بہادر کے حضور مین روانہ کیا ہے۔ پھر اونکے بیٹے

تمنّا مرحوم نے اوس خط کو **زبدۃ المنشآت** مین درج کیا ہے۔ تمائیدنے اوس خط مین یہ بھی لکھا ہے کہ "مکان عالیشانِ آن مہاجن کہ قریب چوک بود بعد حادثۂ آتش زدگی بنام آن نوعروس اشتہار یافتہ" یہ تحریر بھی بعض واقعات کی شہادت دیتی ہے۔ کیونکہ فی الواقع چوک کے قریب باڑے کی گلی کے پاس ایک چھوٹا سا محلہ سُندر بارٹا نام مشہور ہے جو آجتک مہاجنون سے آباد ہے۔ بعض واقعہ حسرتناک درپرسوز کو ملک الشعرا **منیر** دہلوی نے بھی باختلاف بعض روایات **شعلۂ عشق** مین نظم کیا ہے اور سرداستان یہ سُرخی لکھی ہے "آغاز قصۂ جانکاہ کہ در عہد محمد شاہ در عظیم آباد در وبروی وضیع وشریف بظہور پیوستہ"، اور منشی باقر علیخان **باقر** لکھنوی مرحوم نے بھی نثر فارسی مین لکھا ہے جسکا نام **شعلۂ جانسوز** رکھا ہے۔ **حسن** ایک حسین نوجوان شریف زادہ **عظیم آباد** کی چھوٹی پٹن دیبی کا رہنے والا تھا۔ فارسی اور بھاکا بہت اچھی جانتا تھا۔ دل کا بہت بڑا دلیر تھا۔ خدابخشے اپنی پیاری معشوقہ کے ایک نظر دیکھنے کے لئے بیچارے غریب نے کیا کیا بھیس بدلے۔ رامائن سبھا مین جو اوسنے اپنا نام **رسرام** مشہور کیا تھا **نسیم** دہلوی نے اپنی مثنوی مین اسی نام کو چمکایا۔ جسکی وجہ سے ملک مین یہی جعلی نام مشہور ہو گیا۔ حتی کہ جناب **جلال** لکھنوی نے بھی اپنے لغت گلشن فیض مین رسرام ہی لکھکر یہ تحریر فرمایا کہ "نام شخصے بود از عشاق"، بہرکیف یون تو عشق کے قصے جھوٹ سچ بہت کچھ مشہور ہین مگر حق یہ ہے کہ عرب مین لیلیٰ و مجنون اور فارس مین شیرین و فرہاد اور ہند مین حسنؔ و شام سُندر سرخیلِ عشاق گزرے ہین۔ **نلدمن** وغیرہ کے افسانے انکی سرگزشت کے آگے کچھ وقعت نہین رکھتے۔ ہمین اس کہنے کی کچھ ضرورت نہین کہ یہ مثنوی فصاحت و بلاغت مین کس پائے کی ہے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ ناظرین خود ملاحظہ فرمالین۔

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا ایک خیالِ عرش پیما
سوادِ حمد مین ہے جلوہ فرما

یہی دل مین ہے فکرِ نکتہ دان کے
کہ تارے توڑ لاؤن آسمان کے

دکھاؤن رفعتِ شیوا بیانی
بنون شہبازِ اوجِ نکتہ دانی

کرون مین نظم کا رتبہ دوبالا
کہ ہو ملکِ سخن مین بول بالا

عروجِ شوکتِ طرزِ بیان ہو
زمینِ شعر رشکِ آسمان ہو

حصولِ فیض ہو روح الامین سے
مضامین لاؤن مین عرشِ برین سے

کرون حمد و ثنائے شاہدِ پاک
گرہ بندِ نقابِ ہفت افلاک

ہر اک شی مین ہے جسکا جلوہ نور
جلا جسکے فروغِ حسن سے طور

بنائی کہکشان کی جسنے افشان
جبینِ ماہِ تابان نور افشان

محمد نے سکھے رازِ نہانی
کلیم اللہ سے کی لن ترانی

بنایا یاسمن برگِ سمن کو
نزاکت دی عروسانِ چمن کو

کرن کا باندھ کر زرتار سہرہ
غضب چمکا دیا سورج کا چہرہ

دیا سروِ چمن کو سبز خلعت
پنہایا قمریون کو طوقِ الفت

عطا دل کو وہ بخشی آہ پُر درد ‏— کہ سُنکر غم سے ہو جاتے ہین گل زرد
پریشان کردئے گیسوے سنبل ‏— بنایا سوگوارِ مرگ بلبل
کیا پیراہنِ صدبرگ صدچاک ‏— عطا کی ماتمی سوسن کو پوشاک
کئے عالم مین پیدا شادی و غم ‏— دکھایا جلوۂ عید و محرم
ہنساتا ہے کبھی وہ صورتِ گل ‏— رولاتا ہے کبھی مانندِ بلبل
کہین ہے عیش و عشرت غم کہین ہے ‏— کہین ہے رتجگا ماتم کہین ہے
کہین دولھا کے پہلو مین دولھن ہے ‏— کہین طیاریِ گور و کفن ہے
کہین داغِ جگر ہے شعلہ انگیز ‏— کہین ہے آتشِ حسرت شرر ریز
کہین سوز و گدازِ شمعِ محفل ‏— کہین بیتابیِ پروانۂ دل
کہین روشن چراغِ خانۂ عشق ‏— کہین آتش فشان کاشانۂ عشق
نمایان ہین غرض قدرت کے نیرنگ ‏— طلسماتِ جہان سے عقل ہے دنگ
عجب ہے اوسکی شانِ کبریائی ‏— خرد کو بھی ہے عذرِ نارسائی
منزہ شرک سے ہے ذات اوسکی ‏— مبرا عیب سے ہر بات اوسکی

مناجات عاشقانہ

عطا کر مجھکو وہ دل یا الٰہی ‏— جو ہو دمسازِ آہِ صبحگاہی
ہلا دے آہ سے عرشِ برین کو ‏— کرے دُر رو کے تر فرشِ زمین کو
وہ چمکے آفتابِ داغِ اُلفت ‏— خجل ہو جس سے خورشیدِ قیامت
اگر کھینچون کبھی مین آہِ پُر درد ‏— حسینون کے رُخِ گلرنگ ہون زرد
محبت مین وہ چشمِ خونفشان دے ‏— کہ قطرہ قطرہ لطفِ گلستان دے
کھلا مین گل مرے دامن کی کلیان ‏— جھکا لین جن سے سر گلشن کی کلیان

شب فرقت وہ کھینچوں آتشین آہ — کہ ہو گلگونہ رخسارہ ماہ
ڈبو دوں کشتی دل بحر خون مین — کروں ترک وطن جوش جنون مین
جگر مین داغ ہون تلوون مین چھالے — محبت مین پڑین جینے کے لالے
کرے دست جنون دامن مرا چاک — گریبان شوق سے ہے بوسہ خاک
عیان ہو داغ دل سے صبح خندان — خط ابیض بنے چاک گریبان
ترے جلوے مری آنکھون مین پھر جائین — حسینان جہان نظرون سے گر جائین
مرے دل مین رہے اک تیری الفت — نظر آئے مجھے کثرت مین وحدت
بنے پیمانہ دل جام عرفان — شراب معرفت ہو بادہ جان

نعت

جو وقت ذکر نعت مصطفی ہے — زبان خامہ پر صلِّ علی ہے
زبان تر ہے موج آب کوثر — ہر اک تار نفس ہے دود عنبر
قلم ہے آج رشک شاخ مرجان — مداد عنبرین ہے مشک افشان
شعاع مہر ہے ہر تار مسطر — ورق ہے روکش خورشید محشر
نہ کیونکر شور ہو صلِّ علی کا — تصور ہے جناب مصطفی کا
جو محبوب خدائے کبریا تھے — سراپا مظہر نور خدا تھے
قد بالا نہال باغ جنت — فدا سو جان سے جسم قیامت
سواد زلف شام لیلۃ القدر — جمال روے روشن غیرت بدر
نقاط خال روئے مہر طلعت — سویدائے دل حوران جنت
لب جان بخش رشک آب حیوان — خضر بھی سبزہ خط پر تھے قربان
در دندان درخشان مثل انجم — بہار صبح انداز تبسم

وہ تھا سیبِ زنخدان روح پرور ‌ ‌ ‌ کہ لاکھ صلِ علیٰ پڑھتے تھے جس پر

گلا تھا یا صراحی نور کی تھی ‌ ‌ ‌ قلم[١] شیشے کی یا بلّور کی تھی

برنگِ آئنہ تھا صاف سینہ ‌ ‌ ‌ دُرِ اسرارِ عرفان کا خزینہ

جسے کہتے ہیں سب مُہرِ نبوت ‌ ‌ ‌ وہ تھی اِک خاتمِ گنجِ حقیقت

اب اِس سے بڑھ کے کیا کہئے کہ کیا تھے ‌ ‌ ‌ وہ اِک آئینہ وحدت نما تھے

سوئے ہستی ہوئے جب رونق افروز ‌ ‌ ‌ گری ابلیس پر برقِ جگرسوز

چمک اوٹھا کا یک بختِ اسلام ‌ ‌ ‌ زمین پر گر پڑے منہ کے بھل اصنام

یہ چھایا رعبِ حکمِ شاہِ اسریٰ ‌ ‌ ‌ کہ کانپ اوٹھا کا یک قصرِ کسریٰ

کیا سوئے قمر جس دم اشارہ ‌ ‌ ‌ ہوا مثلِ دلِ دشمن دوپارہ

براقِ بادپا پر برق آسا ‌ ‌ ‌ زمین سے پہونچے تا عرشِ معلّیٰ

ہوا قربِ خداوندِ دو عالم ‌ ‌ ‌ ہوئے کیا کیا نیاز و ناز باہم

ادب اب مانعِ طولِ سخن ہے ‌ ‌ ‌ خیالِ این و آن مُہرِ دہن ہے

آغازِ داستان

اِدھر آ ساقئِ میخانۂ شوق ‌ ‌ ‌ خرابِ بادہ پیمانۂ ذوق

قدح نوشِ مئے عشقِ دل افروز ‌ ‌ ‌ کبابِ آتشِ حسنِ گلو سوز

سرِ خم سے اُٹھا دے آج سرپوش ‌ ‌ ‌ پلا دے بادۂ غارتگرِ ہوش

بنے جس طرح جامِ مے پلا دے ‌ ‌ ‌ اگر کم ہو تو کچھ پانی مِلا دے

طبیعت میں جو آ جائے روانی ‌ ‌ ‌ دکھا دوں جوشِ دریائے معانی

دہن سے بحرِ مضمون موجزن ہو ‌ ‌ ‌ دہان سرچشمۂ شعر و سخن ہو

[١] قلم بمعنی گردن مذکر ہے اور بمعنی مینائے شراب و شاخِ بلّور مونث ١٢ عرشی

کرے کلک آج وہ گوہر فشانی — کہ ہون دُرِّ عدن بھی پانی پانی
مری فکرِ رسا جوہر دکھائے — تہِ بحرِ سخن غوطے لگائے
نکالے سیکڑون دُرِّ مضامین — جوابِ آب و تابِ نظمِ پروین
چمک اوٹھے مری نظمِ گہربار — ڈھلے ہون نُور کے سانچے مین اشعار
سخن آئینۂ رازِ نہان ہو — قبولِ عام اندازِ بیان ہو
کہون افسانۂ عشقِ جنون خیز — سناؤن داستانِ حیرت انگیز
عظیم آباد مین اک نوجوان تھا — ریاضِ حسن کا سرو روان تھا
نہالِ بوستانِ عیش و آرام — گلِ گلزارِ استغنا حسن نام
ہر اک فکرِ جگر فرسا سے بیغم — شبابِ آرزو سے شاد و خرم
نہ تھا آگاہ جورِ آسمان سے — نہ واقف لذتِ دردِ نہان سے
جو اک دن اوسکی لہرائی طبیعت — ہوئی دریا کی جانب دل کو رغبت
بڑھا گھر سے برنگِ موجۂ آب — چلا باہر مثالِ اشکِ بیتاب
جو وحشت مین لبِ ساحل وہ پہونچا — قدم لینے کو آئی موجِ دریا
نسیمِ صبح نے کی پیشوائی — برنگِ گل کلی دل کی کھلائی
جو پایا شوقِ دل کا کچھ اشارہ — ہر اک جانب ہوا محوِ نظارہ
نظر آیا یکایک شورِ محشر — پڑی آنکھ اک بتِ کافر ادا پر
پریوش - ماہ سیما - مہر طلعت — بلا قامت - قیامت قہر آفت
دو زلفین مو بمو شکلِ سلاسل — خمِ گیسو کمندِ آہوئے دل
قیامت مانگ کی باریک تحریر — رہِ آبِ بقا یا چشمۂ شیر
جبین یا کوئی ٹکڑا چاند کا تھا — سحابِ زلف مین کچھ کچھ چھپا تھا
نگارستانِ چینِ چین جبین تھی — خطِ موجِ شرابِ آتشین تھی

بھوین محرابِ ایوانِ فرح تھین ‌ سپہر حسن کی قوس قزح تھین
جگر دوزِ حسینان تیرِ مژگان ‌ اُترتے تھے دلون مین شکل پیکان
شرارت مست آنکھونین بھری تھی ‌ سبو مین مے کہ شیشے مین پری تھی
نگاہِ چشم پُر فن فتنہ پرداز ‌ قدح نوشش شرابِ شوخی و ناز
سُوجھاتی تھی یہی باریک بینی ‌ کہ شمعِ حسن کی اِک لو تھی بینی
لب شیرین تھے رشکِ شہد و شکر ‌ جوابِ لذتِ قندِ مکرر
حلاوت یہ دمِ شکر فشانی ‌ بھر آتا زاہدون کے منہ مین پانی
نظر آتے جو اوس گل کے کہین گال ‌ ٹپک پڑتی جنابِ شیخ کی رال
دہن تھا غنچہ سربستہ راز ‌ گلِ عارض بہارِ گلشنِ ناز
چمک اُٹھتے جو دندان مثلِ اختر ‌ تو ہو جاتے تھے پانی پانی گوہر
نقاطِ خالِ عارض پیارے پیارے ‌ پری کی پُتلیان آنکھون کے تارے
نظر پڑتی اگر سیبِ ذقن پر ‌ غضب کی اوس پڑ جاتی چمن پر
گلا تھا گردنِ مینا کی صورت ‌ برنگِ مے ٹپکتی تھی لطافت
بہارِ سروِ قد تھی اوٹھتی کونپل ‌ نہالِ نوجوانی کے تھے دو پھل
جو پڑ جاتی نظر لوحِ شکم پر ‌ پھسل کر صاف گر پڑتی قدم پر
سنبھل سکتی نہ تھی جوشِ صفا سے ‌ الگ ہو جاتی ران و ساق پا سے
پتا ملتا نہ کچھ موئے کمر کا ‌ کہ ہمرشتہ وہ تھا تارِ نظر کا
بلائے جان قیامت خیز رفتار ‌ صدائے صور تھی چھاگل کی جھنکار
گئی ہمجولیان گرد اوسکے ہمراہ ‌ نظر آتے تھے تارے ہالۂ ماہ
غرض اس شان سے وہ ماہِ کامل ‌ ہوئی رونق دہِ آغوشِ ساحل
حسن کے اِک نظر مین اوڑ گئے ہوش ‌ ہوا دریائے دل مین عشق کا جوش

پریشان ہو گیا گیسو کی صورت | زمین پر گر پڑا آنسو کی صورت
رہا افتادہ شکلِ سایہ دم بھر | مثالِ درد اُٹھا پھر آہ بھر کر
مگر پھر بیدلی سے تلملایا | زمین پر ضعف نے آخر بٹھایا
تحیّر سے بنا تصویرِ بیجان | سراپا صورتِ آئینہ حیران
یکایک اوس پری کی لڑ گئی آنکھ | جوانِ خستہ دل پر پڑ گئی آنکھ
جو دیکھی اُسکی حسرت خیز حالت | ہوئی اکبار غرقِ بحرِ حیرت
کہا دل مین کہ یہ کیا ماجرا ہے | یہ غمکش کیون تحیّر آشنا ہے
مگر کچھ سوچ کر شرما گئی وہ | ہوئی آب آب جب تہہ پا گئی وہ
حیا سے پھیر لین آنکھین ادھر سے | مگر اک تیرِ غم گزرا جگر سے
ادا سے اوسنے پھر پوشاک اوتاری | رہی زیبِ بدن صرف ایک ساری
نظر آیا تنِ نازک جو عُریان | ہوا جامے سے باہر مہرِ تابان
کیا طرّہ بُتِ کافر نے اوسپر | کمر تک کھولدی زلفِ معنبر
دکھا کر حلقۂ زلفِ گرہگیر | کیا پیلِ فلک کو پابزنجیر
جو دُھویا پنجۂ دستِ حنائی | غضب کی آگ پانی مین لگائی
ادا سے دُھوکے زلفِ عنبرین کو | کیا برباد بوئے مشکِ چین کو
نہانے کو جو دریا مین در آئی | حباب و موج نے کی جبہہ سائی
ہوئی محوِ نظارہ چشمِ گرداب | رگِ بسمل بنا ہر موجۂ آب
ہوئی جب غوطہ زن وہ ماہ پیکر | گھڑون پانی پڑا آبِ گہر پر
نظر آتی تھی یون وہ رشکِ ناہید | کہ گویا برجِ آبی[لہ] مین ہے خورشید
نہانے مین جو بھیگے زلف کے بال | بنے حیوانِ آبی کے لیئے جال

لہ برجِ آبی برجِ دوازدہ گانہ مین سے ایک برج کا نام ہے ۱۲ ع + + +

نہا دھو کر نکل آئی بصد آب — چمک کر جس طرح بادل سے مہتاب
سراپا نار رنگین موجین پٹک کر — بنا دریا سراپا دیدۂ تر
دلِ گرداب کھا کر داغِ فرقت — بھر آیا دیدۂ عاشق کی صورت
نچوڑے اوسنے جس دم گیسوے تر — ہوا روشن کہ ٹوٹی سلکِ گوہر
جو دیکھی زلفِ تر کی دُر فشانی — ہوا سر چشمۂ خور پانی پانی
نیا جوڑا جو پہنا اوس پری نے — قیامت ڈھائی حُسنِ کافری نے
یہ عالم دیکھ کر اوس سیمتن کا — ہوا قابو سے دل باہر حسن کا
جگر پر ہاتھ رکھ کر کھینچی اک آہ — بُتِ کافر کے دل مین جسنے کی راہ
تڑپ اوٹھی رگِ بسمل کی صورت — جگر پر چوٹ کھائی دل کی صورت
سنبھالا کچھ دلِ ناوک نشان کو — نگاہِ یاس سے دیکھا جوان کو
ہوا ثابت یہ اوس رشکِ قمر پر — کہ مجبور مر رہا ہے یہ مقرر
مری زلفون کا ہے یہ پابزنجیر — بنا ہے ناوکِ مژگان کا نخچیر
اوڑے ہیں ہوش اوسکے رنگِ رو کی صورت — اولجھکر رہ گئی گیسو کی صورت
کبھی دل مین خیالِ آبرو تھا — غمِ رسوائی ہر چار سو تھا
کبھی افسوس حالِ نوجوان پر — تاسف عاشقِ آشفتہ جان پر
جو تھین ہمجولیان ساتھ اوس پری کے — نہ کچھ سمجھین کرشمے دلبری کے
وہ یکسر بیخبر اس راز سے تھین — نہ کچھ واقف نیاز و ناز سے تھین
نہ تھین آگاہ عشقِ فتنہ گر سے — کہ اک تیر اور گزرا دو جگر سے
کہا اوس ماہ سے اے شام سُندر — بہت دن چڑہ گیا جلد اب چلو گھر
کہا یہ اور اوٹھائے پاے رفتار — یہ چلی ساتھ اونکے وہ بھی ناچار
بڑھی آگے جو اوس آشفتہ جان سے — تڑپ کر رہ گئی دردِ نہان سے

ہوا دوا اک قدم چلنا بھی مشکل ۔ محبت کھینچتی تھی دامنِ دل
نظر آیا حسن کو جب یہ نیرنگ ۔ رہا پھر کچھ نہ پاسِ عزت و ننگ
زمین سے وہ بھی مثلِ گرد اوٹھا ۔ بہت بیتاب شکلِ درد اوٹھا
بگولے کی طرح کچھ خاک اڑائی ۔ عجب وحشت زدہ صورت بنائی
کمندِ جذبِ الفت کی کشش سے ۔ چلا بل کھاکے آخر پیچھے پیچھے
ہوئی گو آشنائے ضبط وہ حور ۔ مگر تھی اضطرابِ دل سے مجبور
نگاہِ یاس سے پھر پھر کے دیکھا ۔ بہانے سے اوسے ہر پھر کے دیکھا
اِدھر وحشت اودھر وارفتگی تھی ۔ اِدھر حسرت اودھر دل نفتگی تھی
ادھر ہر لحظہ جوشِ اشکباری ۔ اودھر ہر اک قدم پر بیقراری
اِدھر وہ نوجوان کہتا تھا دلمین ۔ پھنسا مین کس بلائے جان گسل مین
مرا دل آج قابو مین نہین ہے ۔ جگر کی طرح پہلو مین نہین ہے
بنا کر تیرِ الفت کا نشانہ ۔ مجھے اب کیا دکھاتا ہے زمانہ
اودھر کہتی تھی وہ زہرہ شمائل ۔ کہ میرا اس طرح کیون ہوگیا دل
مجھے کیا کوئی شیدائی بنا ہے ۔ بلا سے میری سودائی بنا ہے
کھلائیگا گل اک دن عشق کافر ۔ اوڑیگی یہ خبر بو ہو کے آخر
نہ ہرگز راز یہ پنہان رہے گا ۔ سنیگا جو کوئی وہ کیا کہیگا
کھٹکتی تھی خیالِ این و آن سے ۔ جگر مین تھی خلش وہم و گمان سے
اولجھتی تھی کبھی کاکل کی صورت ۔ پریشان تھی کبھی سنبل کی صورت
کبھی مثلِ کمر بل کھاتی غم سے ۔ کبھی دمساز آہِ نیمدم سے
بناوٹ سے کبھی چھل بل کبھی ناز ۔ دکھا دیتی تھی معشوقانہ انداز
جو چلتی تھی کبھی ناز و ادا سے ۔ نمایان شوخیان تھین نقشِ پا سے

کوئی کیا جانے اس ناز و ادا کو — وہی کچھ سمجھے جو عاشق ہوا ہو
غرض اس طرح دونون غم رسیدہ — روان تھے مثل موجِ آب دیدہ
کہ اتنے مین وہ پہونچی اپنے گھر تک — منور ہو گئے دیوار و در تک
سحر سے انتظار اوس ماہ کا تھا — برنگِ چشم عاشق در کھلا تھا
قدم رکھا جو سنگِ آستان پر — نظر کی مڑ کے حسرت سے جوان پر
گلے جب مل گئین دونون نگاہین — ہوئین رخصت طلب سینے سے آہین
مگر لوگون کی غمازی کے ڈر سے — سوے در بھی گئی جھٹ پٹ اودھر سے
لیے اک داغ پہلوے جگر مین — در آئی حلقۂ آغوشِ در مین
افق مین ہو گیا خورشید پنہان — کہ بدلی مین چھپا ماہِ درخشان
ادھر وہ نوجوانِ سینہ افگار — بنا حیرت نماے نقشِ دیوار
رہا کچھ دیر جیسے شکل تصویر — سرِ زلفِ دوتا سے پا بزنجیر
جو پھر بھڑکا جنونِ فتنہ سامان — چلا کوے صنم سے چاک دامان
کبھی چلتا کبھی وہ لڑکھڑا کر — برنگِ اشک گر پڑتا زمین پر
تڑپتا تھا کبھی بسمل کی صورت — کبھی اوٹھتا تھا دردِ دل کی صورت
بڑھا جب صدمۂ دردِ جدائی — غضب کی چوٹ پر چوٹ اوسنے کھائی
لہو آخر ہوا دل کیا جگر تک — بڑی مشکل سے پہونچا اپنے گھر تک

جوشِ وحشت

کہان اے ساقیِ نازک ادا ہے — خبر ہے تجھ کہ میرا حال کیا ہے
تری الفت نے کچھ ایسا ستایا — کہ فرقت مین کلیجا منہ کو آیا
خوش آتی ہے مجھے نرگس نہ سوسن — دکھا دیتی ہے دل گلگشتِ گلشن

مجھے اٹکھیلیان بادِ سحر کی ہوئی ہین چٹکیان دردِ جگر کی
مری آنکھون سے جاری بحرِ خون ہے ترقی پر مرا جوشِ جنون ہے
صدائے خندۂ چاکِ گریبان دکھاتی ہے مجھے راہِ بیابان
مئے گلگون پلا کچھ ایسی اے ہمدم بھلا دے میرے دل سے صدمۂ غم
سُناؤن قصۂ دیوانۂ عشق کہون نیرنگئ افسانۂ عشق
کہ جب پہونچا حسن اپنے مکان مین ہوا مصروفِ فریاد و فغان مین
کبھی اوٹھتا مثالِ دردِ فرقت کبھی وہ بیٹھ جاتا دل کی صورت
کبھی وحشت مین دامن جھاڑتا وہ کبھی جیب و گریبان پھاڑتا وہ
اگر گھبرا کے سوئے باغ جاتا برنگِ لالہ دل پر داغ کھاتا
جو سُنتا نالۂ پُردردِ بلبل گریبان چاک کرتا صورتِ گل
نظر آتے نہالِ سرو و شمشاد جوابِ نالۂ پامالِ بیداد
روان ہر لحظہ اشکِ دیدۂ تر زبان پر شام سُندر شام سُندر
اعزا نے جو دیکھا اوسکا یہ رنگ تو سمجھے جوشِ وحشت کا ہے نیرنگ
جنون اوسکا یہ آخر رنگ لایا لہو لینے کو اک فصّاد آیا
ہوئی تدبیر گو اصلاحِ خون کی رہی پھر بھی وہی حالت جنون کی
نہ جب یارون سے کچھ بن آئی تدبیر کیا اوس ناتوان کو پا بزنجیر
کئے ہر چار جانب گھر کے در بند مثالِ مردمک رکھا نظربند
خیالی کھینچکر تصویرِ دلبر وہ یون کہنے لگا اک رات رو کر
تجھے اے شام سُندر کچھ خبر ہے کہ میرا حال کیا شام و سحر ہے
محبت مین تری کیا آفت آئی ترے غم مین کڑی کیسی اُٹھائی
تری اُلفت مین دیوانہ بنا مین جہان مین ننگِ افسانہ بنا مین

لہو میرا ہوا کچھ نذرِ نشتر
بہا کچھ چشمِ تر سے اشک ہو کر

اسیرِ زلفِ پُرخم ہے وہان دل
یہان ہے پاؤن مین بندِ سلاسل

تری چھل بل نظر مین پھر رہی ہے
برابر برق دل پر گر رہی ہے

وہ چلنا ناز سے دامن اوٹھا کر
بپا کرتا ہے دل مین شورِ محشر

کبھی ہے ہاتھ پیوندِ گریبان
کبھی ہے شغلِ چاکِ جیب و دامان

جو گھر تھا بزمِ عیشِ جاودانہ
ہوا ہے میرے حق مین قیدخانہ

یہ کہتے کہتے آخر سو گیا وہ
رہا بندِ الم سے ہو گیا وہ

رہا کچھ دیر تک جب محوِ آرام
نظر آئی یکایک وہ گل اندام

حسن کے پاس آ پہونچی ادا سے
مگر نیچی نظر جوشِ حیا سے

ہوا جس دم شرف اندوزِ دیدار
بنا پروانۂ شمعِ رُخِ یار

اک آہِ نیمکش کھینچی جگر سے
نکل آئے کچھ آنسو چشمِ تر سے

بھر آیا اوس پری کا دل جو غم سے
وہ آنسو گوشۂ دامن سے پونچھے

کہا پھر اے گرفتارِ مصیبت
اسیرِ حلقۂ زنجیرِ وحشت

فدا جب سے کہ تو مجھپر ہوا ہے
مرا دل آپ سے باہر ہوا ہے

جدائی مین جو تو نے آہ کی ہے
سنان سی میرے دلمین راہ کی ہے

تڑپتی ہون مین دن رات اپنے گھر مین
غضب کی ہوک اوٹھتی ہے جگر مین

مگر یہ کیا ترے دلمین سمائی
کہ مجھ سے ہے خیالِ آشنائی

کبھی یکجا ہوئے ہین کفر و اسلام
ملی ہے صبحِ روشن سے کہین شام

رہے اتنا خیالِ شام سُندر
کہ حرف آنے نہ پائے آبرو پر

بنے جس طرح ضبطِ نالہ کرنا
نہ بھولے سے بھی آہِ سرد بھرنا

کبھی لب پر نہ آئے نام میرا
کہ ہو گا راز طشت از بام میرا

شگوفہ پھر یہ چھوڑا اوس پری نے | کھلایا گل بہارِ دلبری نے
کہ عاشق کے گلے مین ڈال کر ہاتھ | کہا رو رو کے آہِ سرد کے ساتھ
خدا حافظ ترا جاتی ہون اب گھر | مرے غم مین نہ کرنا حال ابتر
مگر دل سے نہ مجھکو بھول جانا | کسی گل پر نہ ہرگز بھول جانا
یہ کہہ کر ہوگئی غائب نظر سے | ہوئی اوجھل نگاہِ چشمِ تر سے
ہوئی دم مین ہوا وہ صورتِ بو | پری تھی ہوگئی آخر اوڑنچھو
حسن نے خواب مین اک چوٹ کھائی | جگر تڑپا کڑی دل نے اوٹھائی
کھلین آنکھین تو دل بیتاب پایا | وہ جلوہ اک خیال و خواب پایا
کبھی وہ جانبِ در دیکھتا تھا | کبھی حسرت زدہ گھر دیکھتا تھا
تقاضائے جنون تھا گھر سے چلیے | گریبان پھاڑ کر باہر نکلیے
برنگِ نکہتِ زلفِ پریشان | جنون مین لیجیے راہِ بیابان
بہت پڑتی رہی گو پاؤن زنجیر | گریبان بھی ہوا طوقِ گلوگیر
مگر سر دھڑ سے دے مارا زمین پر | گلال اوڑنے لگا لوحِ جبین پر
لہو سر سے بہا یا فصد کھولی | جنون نے خوب کھیلی اوس سے ہولی
احبا کو نظر آیا جو یہ رنگ | ہوئے غنچے کی صورت غم سے دلتنگ
کہا جب اسکا یہ حالِ زبون ہے | تو پھر بیکار تدبیرِ جنون ہے
رہیگا بند اگر یہ صورتِ در | تو مر جائیگا اِک دن سر پٹک کر
مناسب ہے خدا پر چھوڑ دینا | ہر اک بندِ سلاسل توڑ دینا
ہوا جب اتفاقِ رائے احباب | کڑی توڑی کیا وا حلقۂ باب

جذبۂ عشق

پلا ساقی مئے گلرنگ مجھکو | دکھا پھر جلوۂ نیرنگ مجکو

جمالِ دخترِ رز کا ہون مشتاق | کہان تک صبر طاقت ہو گئی طاق

پلا وہ بادۂ پرجوش مجکو | کہ پھر پھرون نہ آئے ہوش مجکو

بہارِ کیفِ صہبا گل کھلائے | عروجِ نشۂ مے رنگ لائے

طبیعت مین مئے مضمون کا ہو جوش | سناؤن حالِ مردِ خود فراموش

کہ جب چھوٹا حسینِ بندگران سے | مثالِ آہ نکلا اس مکان سے

رہا مثلِ غبارِ دشت برباد | جگر مین داغ لب پر شور فریاد

ہوا جس دم گریبانِ سحر چاک | چلا کوئے صنم کو وہ جگر چاک

لبون پر شکوۂ نیرنگ تقدیر | زبان منت کشِ آہِ گلوگیر

شکستِ رنگِ عارض وحشت انگیز | صدائے نالۂ دل درد آمیز

جنون مین خاک اڑاتا تھا جو اکثر | پڑے تھے کچھ خس و خاشاک سر پر

وہ جب پہونچا قریبِ قصرِ دلدار | جگر سے کھینچی اک آہِ شرربار

ادب سے صورتِ دامن قدم پر | گرے طفلِ سرشکِ دیدۂ تر

بڑھے پابوس کو تارِ گریبان | جھکا تعظیم کو ہر چاکِ دامان

بنا وہ کوچۂ آشوب پرور | ہجومِ خلق سے میدانِ محشر

نظر آئے جو آثارِ شرافت | ہوئی آئینہ سان ہر اک کو حیرت

تعجب سے یہ پوچھا نام کیا ہے | کہان ہے گھر تمھارا کام کیا ہے

لبون پر شکوۂ بیداد کیون ہے | زبان منت کشِ فریاد کیون ہے

ہوئے کیون ہاتھ مشتاقِ گریبان | کتان کی طرح کیون ہے چاک دامان

بہا ہے خون کیون لوحِ جبین پر | شفق پھولی ہے کیون ماہِ مبین پر

جنون پرور ہے کیون صورت تمھاری | ہوئی ہے کب سے یہ حالت تمھاری

کہا اُس نے کہ ننگِ خانمان ہون
غبارِ کوچہ آہ و فغان ہون

جنون سے ہو رہا ہون آجکل تنگ
دکھاتا ہے زمانہ اپنے نیرنگ

نہ عزت کا اَلم پروانہ گھر کی
خبر ہے پاؤن کی مجھکو نہ سر کی

جو چاہا کھوئے رازِ حیرت آگین
ہُوا مُہر ہی مین وہ خوابِ دوشین

جو گھر مین یہ خبر اوس بت کے پہونچی
پڑی ہر اک کے دلمین کھلبلی سی

کوئی باہر ہوئی در سے نکل کر
کوئی چھت کی طرف دوڑی سنبھل کر

جو دیکھا شام سُندر نے یہ عالم
اوجھی بل کھاکے مثلِ زلفِ پُرخم

کہا لوگون سے یہ کیا ماجرا ہے
کہو سچ سچ کہ آخر بات کیا ہے

کوئی بولی گلی مین اک جوان ہے
سراپا شکل شاخِ زعفران ہے

فغانِ نیمکش پر لب سٹے ہین
پریشان بال ہین کپڑے پھٹے ہین

وہ ہے گو مبتلائے رنج و آفت
مگر صورت سے پیدا ہے شرافت

جنون نے اُسکو دیوانہ کیا ہے
گھر کو خاکِ ویرانہ کیا ہے

یہ سُنتے ہی ہوا دل اُسکا دھک سے
ہوئی کاوش جگر مین وہم و شک سے

خیالِ عاشقِ ناشاد آیا
وہ ناکامِ تمنا یاد آیا

بڑھی جھجکی ہٹی پیچھے کئی بار
چلی پھر جذبِ دل سے ہو کے ناچار

کبھی اولجھن کبھی تھی لغزشِ گام
غرض جون تون کئے طے زینۂ بام

ہوئی جب جلوہ گر وہ ماہ چھت پر
قدم لینے کو دوڑا مہرِ انور

بر آمدئے مُدعائے دل کرن کے
لئے بوسے لب و خالِ دہن کے

نظر آئی جو وہ جامے سے باہر
اوڑھائی دھوپ نے زرتار چادر

جو مثلِ آفتاب آئی لبِ بام
نظر آیا ہجومِ غم سے دن شام

ملین آنکھین جو اوس تصویرِ غم سے
ہوئی بیکل وہ بُت دردِ ولم سے

جو دیکھی اوسکی حالت ٹوٹی پھوٹی
درا کی طرح چھاتی غم سے کوٹی

نگاہِ عاشقِ مجبورِ ناکام
ہوئی حسرت سے پابوسِ لبِ بام

ہوا بیخود جو دیکھا جلوۂ یار
گری بجلی جب آنکھین ہوگئین چار

ادھر نکلی حسن کے دل سے اک آہ
ہوئی بیچین اودھر وہ غیرتِ ماہ

محبت کی لگی اک چوٹ دل پر
تڑپ کر رہ گئی وہ حورپیکر

جو چھیڑا اوسکو فرطِ ناخوشی نے
لیا آغوش مین آخر غشی نے

گری چھت سے یکایک وہ دل آرا
ہوا روشن کہ ٹوٹا کوئی تارا

کھڑا تھا وہ جو اِن خود فراموش
لپک کر لے لیا پھیلا کے آغوش

جو گردِ ماہ ہالہ بنگئے ہاتھ
زمین پر گر پڑے غش کھا کے اک ساتھ

سیہ زلفین بکھر آئین جو رخ پر
چھپا دامانِ شب مین مہر انور

بہم تھا ارتباطِ گبر و دیندار
بنی تھی رشتۂ تسبیح زنار

زمین پر یون وہ مشتاقِ اجل تھے
کہ گویا شوق مین دست و بغل تھے

یہ عالم دیکھ کر اک خلق ٹوٹی
قلق مین بال نوچے چھاتی کوٹی

کسی نے سر ہجومِ غم سے پیٹا
کسی نے دیدیا پانی کا چھینٹا

رہے کچھ دیر تک دونون ہم آغوش
بڑی مشکل سے پھر آیا انھین ہوش

ہجومِ خلق و شورِ نوحہ گر سے
اوٹھے گھبرا کے خاکِ رہگذر سے

ہوا دل مین جو خوفِ بدگمانی
ہوئی وہ حورپیکر پانی پانی

پسینا آگیا لوحِ جبین پر
گھٹا سی چھا گئی ماہِ جبین پر

ادا سے آپ کو جھٹ پٹ سنبھالا
حیا و شرم سے گھونگھٹ نکالا

پکڑ کر ہاتھ پھر اُس نیمجان کے
گلی سے لائے لوگ اندر مکان کے

حسن اوٹھا جو دودِ آہ بنکر
رہا استادہ میلِ راہ بنکر

حقیقت سے نہ تھا کوئی بھی آگاہ
نہ سمجھے یہ کہ دل کو دل سے ہے راہ
کوئی بولا جھپیٹا ہو گیا کیا
ہوا دھوکا کسی کو چشمِ بد کا
کوئی بولا کہ وہ دیوانۂ زار
نظر آیا پریشان زیرِ دیوار
نہین دیکھا گیا وہ حال جانکاہ
زمین پر گر پڑی غش کھا کے ناگاہ
اودھر وہ حیرت آگین گفتگو تھی
ادھر نادم حسن کی آرزو تھی
جو سوچا اپنے دل مین وہ دلِ افگار
ٹھہرنے مین ہے اب رسوا بے یار
ہوا آندھی وہان دم بھر نہ ٹھہرا
بگولے کی طرح لی راہِ صحرا

نیرنگِ گدائی

یہ پردہ ساقیِ مینوش کب تک
رہیگی دخترِ رز روپوش کب تک
گدائے کوچۂ پیرِ مغان ہون
خرابِ بادۂ الفت نشان ہون
تری بھٹی رہے آباد داتا
فقیرون کا بھی دل کر شاد داتا
مرے لب سے لبِ ساغر ملا دے
اچھوتا بادۂ گلگون پلا دے
چڑھے نشۂ جو صہبائے سخن کا
کہون افسانۂ دلکش حسن کا
فراقِ یار مین وہ خود فراموش
برنگِ بوئے گل تھا خانہ بردوش
پڑے تلوون مین چھالے پاؤن پھولے
گلے اٹھ اٹھ کے ملتے تھے بگولے
رلاتی دن کو یادِ روئے روشن
خیالِ زلف مین شب بھر تھی الجھن
مہِ نو سے نظر اسکی جو لڑتی
جگر پر عشق کی تلوار پڑتی
فلک پر جب نظر آتے تھے تارے
ابل پڑتے تھے آنسو غم کے مارے
خیالِ گوہرِ دندان مین روتا
رخِ گلگون سے گردِ راہ دھوتا
قدم لیتے تھے جب خارِ مغیلان
دکھا دیتی دل اسکا یادِ مژگان

کبھی ہمشکلِ گردِ کاروان تھا — کبھی ہمجادہ ریگِ روان تھا
کبھی تھا اپنی رخصت پر وہ نادان — کہ ہے مجھ پر نگاہِ لطفِ جانان
یہ کب امید تھی آہِ رسا سے — ملائیگی مجھے اُس مہ لقا سے
کہان وہ گل کہان خارِ بیابان — کہان ذرہ کہان خورشیدِ تابان
کرمے دیکھیے فضلِ خدا کے — ملایا یار سے بیخود بنا کے
ہم آغوشی ہوئی درپردہ حاصل — خدا کا شکر دل سے مل گیا دل
جو یاد آئی بہارِ کوے جانان — بگولے کی طرح ہوتا وہ رقصان
رہا چندے یونہین وہ غم کا مارا — یکایک جوشِ اُلفت نے اوبھارا
ہوا دامن کشِ دل شوقِ دیدار — چلا بیتاب سُوے کوچۂ یار
ہوئی جب شہر کے اندر رسائی — فقیرِ مست کی صورت بنائی
بھبوت اوسنے ملا باندھا لنگوٹا — لیا اک دَسپنا اور ایک لوٹا
بغل مین مرگ چھالا اک دبایا — سراپا سوانگ[1] سادھو کا بنایا
گہر تھا خاک مین یا راکھہ مین نور — شبِ تاریک مین یا شمع کافور
محبت مین بدن ڈالا جو وہ روپ — نہ دیکھی چھاؤن پھر اُسنے نہ کچھ دھوپ
ہوا جب چترِ سرِ خورشیدِ تابان[2] — چلا کوے صنم کو وہ پُرارمان
تمنائین دلِ مدہوش مین تھین — اُمنگین ہر قدم پر جوش مین تھین
قدم رکھا جو کوے دلربا مین — پڑی ہلچل ہجومِ مدعا مین
ترقی پر ہوئی بیتابیِ دل — ہوا پیدا جوابِ رقصِ بسمل
ہوا جب آستانِ بوسِ دربار — فقیرانہ صدا مین دی کئی بار
کہا بھگوان کی تُجپر دیا ہو — کرو کچھ دان داتا کا بھلا ہو

[1] سوانگ بضم سین و واو مخلوط بروزن بانگ نہ باظہار واو ۱۲ ع [2] یعنی دوپہر ہوئی ۱۲ ع

دہان جو لوگ چھوٹے یا بڑے تھے
بجی تھی دوپہر غافل پڑے تھے

مگر بیدار تھی اک شام سندر
نہ کل پڑتی تھی اوسکو غم سے دم بھر

ہمیشہ وہ خیالِ نوجوان مین
بسر کرتی تھی در پردہ فغان مین

نہ مونس تھا کوئی اوسکا نہ محرم
فقط تھی ایک آہِ سرد ہمدم

گلی کے سامنے کوٹھے پر اکثر
رہا کرتی تھی وہ خورشید پیکر

صدائے بینوا کی چوٹ کھائی
اکیلی شوق مین چھجے پر آئی

جو دیکھا غور سے اُس نوجوان کو
تو پایا عاشقِ شوریدہ جان کو

وہ غمکش محو تھا اپنی صدا مین
فقیرِ مست کی دلکش ادا مین

جو اوس بُت نے یہ کیفیت نظر کی
کہ ہے اِس بیخبر کو تاک در کی

گلے کا اپنے پھینکا جھٹ سے مالا
دیا داتا نے سونے[لہ] کا نوالا

جبین نے سوئے یار آنکھین اوٹھائین
نگاہین بہرِ استقبال آئین

گلے نظرین ملین فرطِ طرب سے
جھکی پھر گردنِ تسلیم ادب سے

اوٹھا کر اوس جوان نے پھر وہ مالا
مسرت سے گلے مین اپنے ڈالا

برنگِ صوفیِ سرمستِ عرفان
رہا وہ وجد مین کچھ دیر رقصان

ملا انمول مالا بخت جاگا
ہوا دیدار سونے مین سہاگا

ہوئے پھر دونون سرگرمِ نظارہ
ترقی خواہِ احسانِ اشارہ

ہوئین چشمِ سخنگو سے جو باتین
محبت کو ملین درپردہ گھاتین

جو پائی وہ گلی غیرون سے خالی
نگاہِ شوق نے حسرت نکالی

ہوئے پھر آشنا لطفِ سخن سے
یہ پوچھا شام سندر نے حسن سے

کہان ہے گھر تمھارا نام کیا ہے
یہان آنا ہوا کیون کام کیا ہے

لہ سونے کا نوالا بیش بہا چیز انمین مالے کے علاوہ فقیرانہ صدا کی بھی رعایت ہے ۱۲

کہو سچ سچ کہ ہے کس بات کا روگ
لیا ہے تمنے آخر کس لئے جوگ

کہا چھوٹی پٹن دیبی مکان ہے
حسن ہے نام کام آہ وفغان ہے

تری الفت مین سودائی بنا مین
غبارِ کوے رسوائی بنا مین

جنون مین پھاڑ کر جیب وگریبان
بنا مین ذرۂ ریگِ بیابان ہے

رہا آوارہ مثلِ نکہتِ گل ہے
پریشان صورتِ گیسوے سنبل

بنی گردِ بیابان غازۂ رو
ہوئے پابوسِ داماں ڈھل کے آنسو

نظر آیا جو یہ نیرنگ تقدیر
کیا یارون نے مجکو پابزنجیر

کئی دن تک مجھے رکھا نظربند
ہوا لیکن جنونِ عشق دہ چند

نہ راس آئی اونھین تدبیر میری
تھکی سر مار کر زنجیر میری

اوٹھایا ہاتھ سب نے مجھسے ناچار
اوتاری میری زنجیرِ گرانبار

کٹی بیڑی ہوئی میری رہائی
مبارکباد دینے وحشت آئی

ترے دیدار کی حسرت مین ایجان
ہوا مین پھر غبار آسا پریشان

کبھی نالہ کبھی آنسو بنا مین
کبھی مجنون کبھی سادھو بنا مین

سنی جب شام سندر نے یہ تقریر
ہوئی منت کشِ آہِ گلوگیر

کچھ آنسو دیدۂ گریان سے ٹپکے
بخارِ دل سرِ مژگان سے ٹپکے

کہا اے خاک بیزِ کوچۂ غم
اسیرِ حلقۂ گیسوے پرخم

جو مین اشنان کو گنگا گئی تھی
تجھے خود گم مجھی مین پا گئی تھی

بجانے پڑھ دیا کیا تو نے اکھر
مرا دل ہو گیا قابو سے باہر

غضب ہے پُراثر ظالم تری آہ
کہ پتھر کے بھی دلمین کرتی ہے راہ

مین واری تیری آہِ آتشین پر
گرایا مجکو کوٹھے سے زمین پر

حسن نے جب سنی اوسکی یہ تقریر
کہا شرما کے میری کیا ہے تقصیر

یہ جلوے عشق کے اے دلستان ہین
محبت کی یہ سب نیرنگیان ہین

یہ سُنکر شام سُندر مُسکرائی
دلِ عاشق پر اک بجلی گرائی

نیاز و ناز کا تھا گرم بازار
کہ اتنے مین ہوئے کچھ لوگ بیدار

ہوئی گھبرا کے رخصت وہ گُل اندام
اُفق مین چھپ گیا مہر لبِ بام

حسن بیکل ہوا شامِ اَلم سے
اندھیرا چھا گیا آنکھون مین غم سے

اُٹھا پہلو مین دردِ ہجر جانکاہ
جگر پر ہاتھ رکھہ کر کھینچی آہ

تڑپ کر رہ گئی یون شام سُندر
کہ بجلی جس طرح بدلی کے اندر

رامائن سبھا

غضب دلکش ہے ساقی مے کی بوباس
بدل کر بھیس آیا ہون ترے پاس

اگر پردہ کھُلا دشوار ہوگا
گلے کا میرے قاضی ہار ہوگا

چھپا کر کچھ مے گلگون پلادے
برنگِ گُل کلی دل کی کھلادے

حسن کا پھر جو بھڑکا شوقِ دیدار
ہوا منت کشِ نیرنگِ افکار

وہ پُرفن جانتا تھا خوب بھاکا
کسی ندرت سے ڈھب سیکھا تھا کا

پھرا پھر رُوپ اِک دن برہمن کا
جبین پر قشقۂ خوشرنگ کھینچا

کیا کنٹھی سے سوانگ اپنا نرالا
لیا نامِ صنم جپنے کو مالا

حمائل دوش پر زُنار ڈالی
بغل مین ایک پوتھی بھی دبالی

چھپا یون کفر کی ظلمت مین اسلام
کہ گویا دن نے پہنا جامۂ شام

بدل کر بھیس سوئے[۱] چوک آیا
کبت سے ایک عالم کو لبھایا

[۱] جو لفظ ہندی عَلَم ہو یا جسکی فارسی مشہور نہو اوسکو ترکیب فارسی استعمال کرسکتے ہین۔ یہ بحث یادگار وطن مین بسط کے ساتھ لکھی گئی ہے ۱۲ ع

جہان تھا رونق افزا وہ بُرارمان
وہین تھی باپ کی اُس گل کے دکان

جو دیکھی اُسنے وہ گوہر فشانی
بیان مین وہ فصاحت وہ روانی

یہ سمجھا اپنے دل مین وہ مہاجن
کہ ہے بمثل پنڈت یہ برہمن

کہا کیا نام ہے بولا پرسرام
جو گھر پوچھا تو کاشی جی لیا نام

وہ بولا جوڑکر ہاتھ اے مہاراج
ہمارے گھر مین کرپا کیجئے آج

کیا ظاہر مین پہلے اوسنے انکار
ہوا راضی بڑھا جب حد سے اصرار

مہاجن نے سر آنکھون پر بٹھایا
سرِ شام اوسکو اپنے گھر لے آیا

ادا کی خوب برسمِ میہمانی
کیا ممنونِ لطفِ قدردانی

ہوا اوس گھر مین یون وہ جلوہ افگن
میانِ دَیر جیسے شمعِ روشن

مہاجن نے ادب سے التجا کی
کہ ہم لوگون کی خواہش ہے کتھا کی

بنے خاکِ قدم آنکھون کا تارا
رہے کچھ روز روشن گھر ہمارا

پھڑک کر بول اُٹھا یون پرسرام
کہ بہتر پنڈتون کا ہے یہی کام

نہین پھولا سمایا وہ مہاجن
سجا پھولون سے گھر مانندِ گلشن

ہجومِ خلق و جوشِ سامعین سے
ہوا اِک حشر برپا اُس زمین سے

چڑھا جب پاس گدی پر پرسرام
زبان پر رام دلمین حق کا تھا نام

کسی نے پاؤن چھوے سر جھکایا
کسی نے ہار پھولون کا پنھایا

کہ اِتنے مین پری چہم شام سُندر
ہوئی داخل سبھا مین حور بنکر

نظر نیچی کئے پھونچی حیا سے
لئے کچھ ہار ہاتھون مین ادا سے

نہ تھی آگاہ یہ میرا حسن ہے
نہفتہ خاک مین دُرِّ عدن ہے

ادب سے پاس آکر سر جھکایا
قدم کو اُسکے آنکھون سے لگایا

اوٹھا کر سر جو پہنایا اوسے ہار
ہوئی حیرت جب آنکھین ہوگئین چار

لڑی قسمت بنا تقدیر کا کھیل — منڈھے باغِ تمنا کی چڑھی بیل[1] محاورہ ۱۲

ملا جو لطف کوئی کیا بتائے — وہی سمجھے جو دل پر چوٹ کھائے

اودھر گھونگھٹ مین بیٹھی شام سندر — اودھر پنڈت نے کھولا اپنا دفتر

پڑھی تلسی[2] کی رامائن کتھا مین — دکھایا زورِ علم اپنا سبھا مین

کہین تھی دھوم شعرِ فارسی[3] کی — کہین تھا لطفِ نظمِ بالمیکی[4]

فصاحت لوٹ تھی حسنِ بیان پر — تصدق گفتگو لطفِ زبان پر

بچا کر آنکھ وہ ہنگامہ افروز — جمالِ یار سے تھا بہرہ اندوز

کیا جب اوسنے ذکرِ حسنِ سیتا — سنایا شام سندر کا سراپا

جو عشقِ رام کا نقشا اوتارا — کہا در پردہ اپنا حال سارا

سیتے کی بات پا کر شام سندر — ادا سے مسکرا دیتی تھی اکثر

بھڑک اوٹھے وہان جو ہمنشین تھے — فدائے طرزِ دلکش سامعین تھے

رہا چندے یونہین ہنگامہ افروز — کتابِ عشق کا تھا درس ہر روز

ہوئی جب ختم رامائن کتھا مین — ہوا غلِ آفرین کا اوس سبھا مین

جو دیکھا اب ٹھہرنے مین ضرر ہے — کیا ظاہر کہ کل عزمِ سفر ہے

بہت روکا - کیا لوگون نے افسوس — گئے ناچار گھر ہو کر قدمبوس

کمر باندھی ہوئی جب صبحِ روشن — ہوا حاضر ادب سے وہ مہاجن

بہانے سے قدم پر شام سندر — گری مانندِ اشکِ دیدۂ تر

دمِ رخصت ہوا دیدار حاصل — کھلا بادِ طرب سے غنچۂ دل

[1] بیل منڈھے چڑھنا - امید بر آنا ۱۲ ع [2] تلسی داس ایک ہندی شاعر کا نام ہے جسنے بھاشا مین نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ رامائن نظم کی ہے ۱۲ ع [3] اس قسم کی شعرخوانی خاص حسن کی طباعی تھی ۱۲ ع [4] بالمیکی ایک ہندی شاعر کا نام ہے جسنے سنسکرت مین رامائن نظم کی ہے

چلا ہو کر نہال اوس دلستان سے	نسیم صبح نکلی بوستان سے

سامان عروسی

چمن مین آئی ہے ساقی بہار آج	ترنم ساز ہین کیا کیا ہزار آج
پپیہے عشق کا دم بھر رہے ہین	غضب مرغ چمن کے چہچہے ہین
نسیم صبح مشاطہ بنی ہے	بہار سبزہ و گل دیدنی ہے
ہزارون خوشنما پھولون کے گہنے	عروس باغ نے بن ٹھن کے پہنے
تبسم ریز ہر گل کی کلی ہے	مسی سوسن نے ہونٹون پر ملی ہے
بہار لالہ و سرو و سمن ہے	کوئی دولہا کوئی انکی دولھن ہے
نہین پھولے سماتے ہین نہال آج	ہر اک نخل گلستان ہے نہال آج
صبا کا اوج پر بخت رسا ہے	چمن عطر عروسی مین بسا ہے
یہ ہے ہنگام لطف دور ساغر	چھکا دے بادہ گلگون پلا کر
مری آنکھون مین پھولے آج سرسون	سمان جسکا نہ بھولے مجکو برسون
بہار جوش مستی گل کھلائے	عروج مے پرستی رنگ لائے
قلم محو عروس داستان ہو	سخن گلگونہ حسن بیان ہو
بنے مد سرمہ چشم تماشا	ہر اک نقطہ ہو خال روے معنی
ڈہلے ہون شعر ہر مصرع ہو رنگین	دولھن ہو شاہد حسن مضامین
کتھا سے ہو کے فارغ وہ مہاجن	ہوا مصروف شادی مین ہمہ تن
یہ چاہا شام سندر کا کرے بیاہ	خوشی سے ہو قران زہرہ و ماہ
کہین منسوب تھی وہ حور پیکر	ہوئی تاریخ شادی کی مقرر
اوسے مانجھے کا جب جوڑا پہنایا	الگ اک کنج خلوت مین بٹھایا

جو دیکھا شام سندر نے یہ سامان ۔۔۔ ہوا وہ کنج خلوت اوسکو زندان
کہا افسوس یہ کیسی آفت آئی ۔۔۔ فلک نے کیسی یہ بجلی گرائی
حسن ہے چور عشق جان گسل مین ۔۔۔ سمایا آرزو کی طرح دل مین
غضب ہے جو دل و جان سے فدا ہو ۔۔۔ مثال غیر پہلو سے جدا ہو
نہ دیکھی خواب مین بھی جسکی صورت ۔۔۔ بنے وہ میرے دل کا داغ حسرت
نہین غیرت یہ کرتی ہے گوارا ۔۔۔ کہ اک نا آشنا ہو خلوت آرا
اگر اسکا نہ ہوتا کچھ مجھے ڈر ۔۔۔ کہ پھر جائیگا پانی آبرو پر
نکلتی گھر سے مثل نکہت گل ۔۔۔ مین جاملتی حسن سے بے تامل
لحاظ طعن خویش و اقربا ہے ۔۔۔ خیال این و آن زنجیر پا ہے
حسن کا بھی عبث ہے مجکو ارمان ۔۔۔ کہ مین ہندو کی لڑکی وہ مسلمان
بہم ہے اختلاف دین و مذہب ۔۔۔ ملے کسطرح دن سے تیرہ گون شب
مناسب ہے مرے حق مین یہی بات ۔۔۔ کہ کچھ کھا کر مرون مین تخت کی رات
یہی کہہ کہہ کے روتی تھی وہ دلہن ۔۔۔ پڑی تھی سخت فکر جان گسل مین
برات اوسکی جو آئی دھوم کے ساتھ ۔۔۔ لگی اک چوٹ سی دل پر ملے ہاتھ
جلی دل مین برنگ شمع سوزان ۔۔۔ اوٹھائے پیچ مثل عشق پیچان
نکالا سب نے خلوت سے پری کو ۔۔۔ دیا اک داغ ماہ و مشتری کو
سنواری اوسکی زلف عنبر افشان ۔۔۔ پڑا اولجھن مین ہر سنبلستان
بندھا زلف مسلسل مین جو ناڑا[1] ۔۔۔ شفق نے جامہ گلرنگ پھاڑا
یہ ہاتھ آیا مجھے چوٹی کا مضمون ۔۔۔ چڑھا سر پر کسی بیجرم کا خون

بلند ۱۲

[1] اکثر ہنود مین رواج ہے کہ بیاہ کے روز دولھن کے بال کھلے رکھتے ہین۔ مگر منیتر ناڑے سے پیچھے کی طرف باندھ دیتے ہین کہ منتشر نہ ہون۔ اور ناڑا صحیح بزاے ہندی ہے ۱۲ ع ++

جو پہنی نتھہ فلک پر بندھ گئی دھاک ❊ ہوا غل ہالۂ مہ کی کٹی ناک
جو کانون مین پڑے جھمکے کرن پھول ❊ دل و جان سے ہوئے صدقے چمن پھول
دُرِ یکتا ہوئے آویزۂ گوش ❊ فلک پر عقدِ پروین کے اوڑے ہوش
جو پہنی پچلڑی مالا چنپکہار ❊ ہوئے تھر تھر کے صدقے شمعِ سیّار
گلے مین جب پڑی سونے کی زنجیر ❊ نظر آئی کرن آہِ گلوگیر
جو کی زیبِ گلو نایاب ہیکل ❊ بنایا ماہ کے ہالے کو بیکل
ہوئے جب بانک جوشن زیبِ بازو ❊ دبائے زہرہ و پروین کے پہلو
جو پہنے ساعدِ سیمین مین کنگن ❊ دوبالا ہو گیا ہاتھون کا جوبن
کمر مین کردھنی سونے کی ڈالی ❊ شعاعِ مہر کو دی جس نے[۱] تالی
پڑی جب پاؤن مین انمول جلخال ❊ ہوا اُٹھ اُٹھ کے شورِ حشر پامال
بھرے[۲] پورونمین چھلے کس بلا کے ❊ بندھے پر طائرِ رنگِ حنا کے
بندھا جب اُسکے سر زرتار سہرہ ❊ کرن مین چھپ گیا سورج کا چہرہ
دولھن جب بن گئی وہ حورپیکر ❊ فلک نے کر دئے تارے نچھاور

شعلہ افشانی

لگی ہے میرے دلمین آگ ساقی ❊ ابھی ہے دخترِ رز سے لاگ باقی
دھوان اوٹھا دلِ اندوہگین سے ❊ بجھا دے آگ آبِ آتشین سے
بلا دے دخترِ رز بے آگ کے مول ❊ گرہ مین باندھ زر بوتل کا منہ کھول
جو ہاتھ آ جائے جامِ ارغوانی ❊ دکھا دون اپنی مین آتش بیانی
سپند آسا دلِ دشمن جلاؤن ❊ گلستانِ سخن مین گل کھلاؤن

[۱] تالی دینا ذلیل کرنا ۱۲ ع [۲] یہ شعر اس مثنوی کا خاص حصہ ہے ۱۲ ع

جب آیا وقت رسم کدخدائی | حسن نے یہ خبر اوڑتی سی پائی
کہ ہے بیاہ آجکی رات اوسی کا | قران ہے اک زحل سے مشتری کا
دل اوسکا آتش غم نے جلایا | لپک کر کوچۂ جانان مین آیا
یہ دیکھا لوگ سب دولھا کو لیکر | چلے جاتے ہین خوش خوش گھر کے اندر
نظر آیا جو وہ شور قیامت | جگر پر غم سے کھایا داغ حسرت
بدل کر بھیس وہ بھی گھر مین پھونچا | تڑپ کر پہلوے دلبر مین پھونچا
ہوا سنکلپ[1] کا جو وقت سامان | دولھن او بھی پڑھے دولھا کے ارمان
ادا کی پنڈتون نے خوش بیانی | ہوئی طرفین سے اشلوک خوانی
جو بھانور[2] کی دل افزا نوبت آئی | فلک نے قہر کی بجلی گرائی
حسن[3] کی لائی رنگ آہ شرربار | کسی گوشے سے آگ اوٹھی دھواندھار
ہوا آتشکدہ دم بھر مین وہ گھر | بنے شہتیر بازوے سمندر
قیامت کی پڑی لوگون مین ہلچل | گرے اک دوسرے پر ہوکے بیکل
کوئی کھڑکی سے نکلا کوئی در سے | ادھر سے بھاگ نکلے کچھ ادھر سے
نہ دولھا کی نہ کچھ پروا دولھن کی | پڑی تھی سبکو اپنے جان و تن کی
نظر آیا جو یہ حال جگرسوز | کہ اب جلتی ہے یہ شمع شب افروز
حسن کا ہوگیا دل شکل سیماب | شرار شعلۂ الفت سے بیتاب
دولھن کو گود مین اپنی اوٹھاکر | کیا دم بھر مین اک کھڑکی سے باہر
پکڑ کر ہاتھ اوسکا گھر کی لی راہ | کسی کا گھر جلے تاپے کوئی واہ
یہان جو رہ گئے گھبرا کے اندر | وہ آخر جل بجھے (مثل) مانند اخگر

لہ سنکلپ بسین مہملہ وسکون لام وان ادر ہنود کے بیاہ کے بعض رسوم کا نام ۱۲ ع ۲ بھانور بھی بیاہ کی ایک رسم کا نام ہے ۱۲ ع ۳ یہان حسن تعلیل ہے یہ مقصود نہین کہ فی الواقع حسن کی آہ سے آگ لگ گئی

جو پکڑا آگ نے دولھا کا داماں
جل اوٹھا صورت سرو چراغاں

رہا وہ شعلۂ جوالہ کچھ دیر
ہوا جل بجھ کے آخر راکھ کا ڈھیر

حسن اوس شعلہ رو کو گھر جو لایا
خوشی سے آنکھیں سینکیں ناز اوٹھایا

جو پایا اوس پری کا کچھ بجھا دل
ہوا صدقے کہا اے شمع محفل

مرے دل کو ہے تجھسے الفت پاک
ہوس کچھ اور اگر ہو جل کے ہوں خاک

ذرا بجھ جائے آگ اے غیرت شمع
حواس اون دلجلوں کے ہوئیں کچھ جمع

ترے گھر لیچلوں تجکو یہاں سے
ملادوں تجکو ترے باپ ماں سے

جبھی ہے عشق صادق لی مری جانچ
نہ تیری آبرو پر آئے کچھ آنچ

تسلی دے کے پھر وہ باہر آیا
مثال برق گرم اوسکے گھر آیا

یہاں تھی کیا خبر کوئی کنھیا[۱]
اوڑا کر لے گیا سونے کی چڑیا

یہی کہہ کہہ کے ملتے تھے وہ سب ہاتھ
کہ ہئی ہئی جل گئے دولھا دولھن ساتھ

حسن نے دیکھ کر وہ حال جانکاہ
قدم اپنے اوٹھائے گھر کی لی راہ

دولھن کے پاس آکر یوں وہ بولا
ہوا دولھا تمھارا جل کے کولا

بہت ڈھونڈھا پتا ملتا نہیں ہے
جلیں تم بھی یہی سبکو یقیں ہے

ہجوم غم میں یکسر پیٹتے ہیں
کبھی چھاتی کبھی سر پیٹتے ہیں

چلو تمکو ملادوں باپ ماں سے
کہیں ٹھنڈے ہوں سوز نہاں سے

یہ سنکر شام سندر نے بھری آہ
قدم پر گر پڑی وہ غیرت ماہ

کہا بیشک تمھیں ہے پاک الفت
اسی نے تو بنائی یہ مری گت

کیا مجکو برنگ برق بیتاب
بنایا دل مرا مانند سیماب

[۱] کنھیا ہنود کے ایک اوتار کا نام ہے جو خود بھی حسین تھا اور حسین عورتوں کو چاہتا بھی تھا محاورے میں کنھیا حسین آدمی کو کہتے ہیں ۱۲ ع

جو کھینچا جذبۂ وحشت نے مجکو — گرا یا چھت سے اس الفت نے مجکو
ہوا جب نشۂ الفت دوبالا — گلے کا دیدیا انمول مالا
مہینون مین رہی حاضر کتھا مین — رہی سرگرم دیدار اوس سبھا مین
دکھایا آسمان نے پھر یہ نیرنگ — یکایک بیاہ شادی کا بندھا رنگ
کہون مین کیا جو دل پر چوٹ کھائی — جو بیٹھی مانجھے مین کیا کوفت اوٹھائی
سمائی تھی مرے دلمین یہی بات — کہ کھا جاؤنگی مین کچھ تخت کی رات
محبت مین نہ کھوئی شان اپنی — مین دیدیتی مقدر جان اپنی
یہ دیکھو گوشۂ چادر مین کیا ہے — ابھی تک پاس میرے سنکھیا ہے
مجھے ہر دم تھی آہ گرم سے لاگ — لگی دل کی جو بھڑکی لگ گئی آگ
وہان حاضر تھے میرے بھاگ سے تم — اوٹھا لائے مجھے اوس آگ سے تم
مرے جلنے کا جب سبکو یقین ہے — تو پھر کچھ خوف رسوائی نہین ہے
نکالو گے جو مجکو اپنے گھر سے — لگے گی دل مین آگ آہ جگر سے
جلائیگا نہ تجھے میرا رنڈاپا — جلایا پھونک دیگا تن سراپا
تمھارے پاس جب خلوت مین بیٹھی — کوئی کیا جانے کس حالت مین بیٹھی
مقرر سب گمان بد کرین گے — مرے مان باپ غیرت سے مرینگے
دل و جان سے ہونگی مین پرستار — نہ لیجاؤ مرے گھر مجکو زنہار
یہ سنتے ہی حسن کا دل بھر آیا — اوٹھا کر اوسکو چھاتی سے لگایا
کہا اے نوعروس بزم الفت — حنا بند کف دست محبت
بہار غازۂ رخسارۂ ناز — جمال چہرۂ آئینۂ راز
عیان تم پر ہے میرا حال سارا — غلام زر خریدہ ہون تمھارا
یہ کس منہ سے کہون تم پر فدا ہون — مگر ہان بندۂ ناز و ادا ہون

مجھے ہر دم ہے شوقِ جبہ سائی
مرے دل کو ہے کب تابِ جدائی

مجھے خاطر تمھاری تھی جو منظور
کہی مین نے وہ بات اے غیرتِ حور

مری تم آرزو دل گھر تمھارا
تمھاری خاکِ پا آنکھون کا تارا

مرے گھر مین رہو تم حور بنکر
مری آنکھون مین ٹھہرو نور بنکر

محبت خیز تھی دونون کی ہر بات
نیاز و ناز مین آخر کٹی رات

پیوند مواصلت

رہے ساقی یہ محفل تیری آباد
وصالِ دخترِ رز سے دل کو کر شاد

لگا دے جامِ گلگون میرے لب سے
پلا دے مجھکو تو بنت العنب سے

یہ عالم بادۂ پرجوش مین ہو
عروسِ مدعا آغوش مین ہو

ہوئی روشن جو صبحِ عشرت آگین
مرتب کی حسن نے بزم رنگین

مسرت سے احبا کو بلایا
جگہ دی دل مین آنکھون پر بٹھایا

ہوا عقدِ نکاحِ بلبل و گل
مبارکباد کا برپا ہوا غل

دلون مین اشتیاقِ گفتگو تھا
امنگون پر مزاجِ آرزو تھا

ہوا جب شاہدِ مہرِ منور
تجلی بخشِ خلوت گاہ خاور (غروب ۱۲)

سوادِ شام نے گیسو سنوارے
فلک پر مثلِ افشان چمکے تارے

عروسِ ماہ نے گھونگھٹ اوٹھایا
شبِ امید نے جلوہ دکھایا

گل و بلبل ہوے خلوت مین ہمراز
نیاز و نازِ لطف آگین سے دمساز

ہوے سرمستِ کیفِ نوجوانی
قدح نوشِ شرابِ کامرانی

ملی لذت جو کچھ جامِ طرب کی
حیا نے ناز سے رخصت طلب کی

ہوے دست و بغل وہ لذت آشام
لئے مینا نے بڑھ کر بوسہ جام

بڑھے جب حوصلے جوشِ ہوس کے
گُلِ خنداں ہوا غنچہ ہنس کے

سرِ مینا ہوا خالی ٹپک کر
لبِ ساغر ہوا گلگوں چھلک کر

ہوئے ارماں محوِ لذتِ دل
تمنّا نے نکالی حسرتِ دل

ہوا جب گلشنِ اُمید سیراب
ہوئے دونوں قدح نوشِ مئے خواب

غرض شب بھر رہے دونوں ہم آغوش
عروجِ نشۂ عشرت سے مدہوش

ہوئی جب نوعروسِ صبح روشن
سرِ بزمِ آسماں پر جلوہ افگن

طلوعِ مہر نے نقشا جمایا
چراغِ ماہِ تاباں جھلملایا

سمیٹا لیلئ شب نے جو دامن
نظر آنے لگا کچھ اور جوبن

نسیمِ صبح نے کی عطر بیزی
گلوں نے کی چمن میں مشک ریزی

نوا سنجانِ گلشن نے کیا غُل
اوٹھی بستر سے موجِ نکہتِ گُل

ہوئے وہ دونوں مستِ خواب بیدار
نیاز و ناز کے اوٹھے خریدار

جو چھیڑا دل لگی سے کچھ حُسن نے
حیا سے آنکھ نیچی کی دولھن نے

ادھر گھونگھٹ میں بیٹھی وہ پریزاد
ادھر نکلا حسن خلوت سے دلشاد

حُسنِ معاشرت

رہے کچھ روز ساقی دورِ ساغر
غنیمت ہے یہ بزمِ روح پرور

بغل میں ہے عروسِ کامرانی
طرب انگیز ہے جوشِ جوانی

تمنّا ہے کہ دخترِ رز سے مل کے
نکالوں حوصلے کچھ اپنے دل کے

جہاں تک ہو سکے لوں بوسۂ جام
خدا جانے مرا پھر کیا ہوا انجام

ملے جب بلبل و گل دونوں باہم
رہے باغِ جہاں میں شاد و خرم

بہارِ شادمانی تھی جو حاصل
رہا خنداں ہر اک کا غنچۂ دل

نہ تھا کچھ غم جفائے آسمان کا — خزان کا ڈر نہ کھٹکا باغبان کا
شرابِ وصل سے تھے گاہ مخمور — کبھی تھے نشۂ دیدار مین چور
وہ دونون صورتِ مجنون و لیلیٰ — دل و جان سے رہے مفتون و شیدا
جو ہوتی تھی جدائی ان مین دم بھر — بپا کرتے تھے محشر دل تڑپ کر
رہے برسون وہ دونون بلبل و گل — بہار افروزِ کیفِ نشۂ مل

واقعۂ جانکاہ

کہون کیا آج اپنا حال ساقی — نہین مجھ مین ہواس و ہوش باقی
روان آنکھون سے موجِ اشکِ غم ہے — جگر مین جوشِ دریائے الم ہے
قیامت خیز ہین آہون کے جھونکے — سراسر پست ہین دل ولولون کے
تہ و بالا ہے میری کشتیٔ دل — نکلنا لجۂ غم سے ہے مشکل
نہین کچھ آس ہو بیڑا مرا پار — سلامت چھوڑ دین مینڈھے یہ دشوار
تلاطم مین پڑے ہین آج ارمان — یہ جوشِ بحرِ غم (امواج) لیگا مری جان
پلا بے خوب تو نے جامِ گلگون — تری دریا دلی کا مین ہون ممنون
کسی کا صدمۂ فرقت ہے جانکاہ — نہین اب دخترِ رز کی کچھ مجھے چاہ
بھرا ہے خون سے پیمانۂ دل — ابلتا ہے مرا میخانۂ دل
بنا ہے سوگ مین ماتم کدہ باغ — گلِ لالہ کے دل مین غم سے ہے داغ
گریبان چاک ہے گلشن مین ہر گل — ہلا دیتی ہے دل فریادِ بلبل
سراپا آہ ہے ہر سرو و شمشاد — چمن مین قمریان ہین محوِ فریاد
جوابِ دیدۂ گریان ہین نہرین — رگِ بسمل بنی ہین آج لہرین
روان ہے اشکِ نم چشمِ قلم سے — کلیجا پھٹ گیا فرطِ الم سے

دگرگون ہو گیا رنگِ زمانہ — سُناتا ہون مصیبت کا فسانہ

حسن کچھ لوگ لیکر اپنے گھر کے — گیا اِک سال میلے مین چھتر کے

کئی دن عیش و عشرت مین بسر کی — یکایک لہر آئی دل مین گھر کی

قدم اپنا برنگِ موج اُٹھایا — پہونچکر گھاٹ پر بیڑا منگایا (یعنی کشتی ۱۲)

سوار اوسمین ہوا اسباب کے ساتھ — چلا گھر کی طرف احباب کے ساتھ

ہوئی منجدھار مین جس دم رسائی — چلی آندھی غضب کی آفت آئی

مثالِ کشتیِ دل پھٹ گئی پال — تڑپ کر ہلگئے سب بیڑے پر و بال

جو مارا موجِ دریا نے تھپیڑا — تباہی مین پڑا آخر وہ بیڑا

نہ "جے گنگا"[سلہ] کا دریا نے کیا پاس — مدد کرنے کو خضر آئے نہ الیاس

بھنور کی طرح کھاکر پہلے چکر — گرے کشتی سے لوگ آخر اولٹکر

تہ و بالا ہوئے آبِ روان مین — پڑی ہلچل غضب کی جسم و جان مین

بنا بیڑی کسی کی موجۂ آب — ہوا حق مین کسی کے طوقِ گرداب

کوئی ڈوبا کوئی نکلا کسی طرح — کوئی اوبھرا حبابِ بحر کی طرح

حسن آغوشِ دریا مین جو آیا — بھنور نے اپنی چھاتی سے لگایا

چلا منجدھار مین اوسکا نہ کچھ بس — بہا دھارے مین آخر صورتِ خس

بہت کچھ ہاتھ پاؤن[سعہ] اُسنے جو مارے — تو کوسون بہ کے جا پہونچا کنارے

یہان لوگون نے اُس سے ہاتھ دھویا — یہ سمجھے موجِ دریا نے ڈبویا

یہ حالِ صدمۂ جانکاہ سُنکر — گری غش کھا کے غم سے شام سُندر

سلہ ہندوستان مین ملاح اکثر ہندو ہوتے ہین جب ناؤ کھلتی ہے تو جے گنگا - یا گنگا جی کی جے بولتے ہین ۱۲ سعہ پاؤن کے واؤ کو سین مین ملاکر پڑھو کہ تقطیع مین یہ لفظ وتد یعنے سہ حرفی رہے ۱۲ ع

+ + + + + +

ہوئی بیتاب دردِ جانگسل سے
اِک آہِ سرد کھینچی اپنے دل سے

کیا بیچین جب دردِ نہان نے
عدم کی راہ لی روحِ روان نے

اوسے تھا عشقِ صادق مرگئی وہ
وفا کا نام زندہ کرگئی وہ

ہوا کہرام برپا اوسکے گھر مین
پڑے دو داغ ہر قلب و جگر مین

اوٹھایا آسمان نالون نے سر پر
ہوا ہنگامۂ آشوبِ محشر

بگولون نے اوڑائی خاکِ غم مین
دِرا نے سینہ کوبی کی الم مین

اوڑا رنگِ رُخِ خورصورتِ ہوش
شبِ ماتم ہوئی غم مین سیہ پوش

کیے سنبل نے بال اپنے پریشان
گلون نے پھاڑ ڈالے جیب و دامان

ہوئے مرغِ چمن دمسازِ شیون
بنا ماتم کدہ نالون سے گلشن

ہلایا عرش فریاد و فغان نے
بہائے اشکِ شبنم آسمان نے

ہوا آخر گریبانِ زمین چاک
کیا اوس مہر سیما کو تہِ خاک

شعلۂ جانگداز

کوئی دم کا ہون مین مہمان ساقی
نہین سوزِ درون سے ہوش باقی

لپک ہے شعلۂ داغِ جگر مین
شرارے ہین کہ آنسو چشمِ تر مین

جو آہِ آتشین سے دلکو ہے لاگ
لگی ہے خانۂ تن مین مرے آگ

دھوان اوٹھتا ہے آہِ آتشین کا
گھٹا جاتا ہے دم جانِ حزین کا

کباب آسا دلِ بریان ہے میرا
چکان ہر دیدۂ گریان ہے میرا

کلیجا پک گیا سوزِ الم سے
پھنکا جاتا ہے سینہ داغِ غم سے

بلا سے آرزو بھی جل کے ہو خاک
لگی دل کی بجھے خس کم جہان پاک

کسی کے غم مین مجکو مے سے کیا کام
ہتھیلی کا پھپھولا ہے مجھے جام

حسن جب اپنے گھر پہونچا سلامت — نظر آئی وہان شکلِ قیامت
سنا اوس ماہ وش کا حالِ جانکاہ — جگر پر چوٹ کھائی دل سے کی آہ
اوڑائی خاک پھاڑے جیب و دامان — ہوئے طوقِ گلو تارِ گریبان
نکل جاتا سوے گورِ غریبان — جلاتا رو کے شمعِ داغِ سوزان
ہم آغوشِ مزارِ یار رہوتا — فدائے تربتِ دلدار ہوتا
اسی صورت سے جب گزرے کئی روز — سنا لوگون سے یہ حالِ جگر سوز
کئی دن سے نیا اک ماجرا ہے — سراسر قصۂ حیرت فزا ہے
گزر جاتی ہے آدھی رات جسدم — نظر آتا ہے ہر سو ہُو کا عالم
لبِ[۱] آبِ روان گنگا کے اوس پار — فلک سے ہوتی ہے اک شے نمودار
اوترتی ہے وہ مثلِ ہودجِ نور — خدا جانے پری ہے اوسمین یا حور
کنارون مین کبھی دریا مین بیتاب — پھرا کرتی ہے مثلِ موجۂ آب
یہی اوسکی صدائے پُر محن ہے — کہان کس رنگ مین تو اے حسن ہے
ترے غم مین اوٹھایا زیست سے ہاتھ — نکل آئی مری جان آہ کے ساتھ
جدائی کا یہ مین نے داغ کھایا — عدم مین بھی کہین تجھکو نہ پایا
کلیجے سے دھوان اوٹھتا ہے ہر بار — لگی ہے آگ سینے مین دھواندھار
سراسیمہ یونہین کچھ دیر رہکر — وہ اوڑ جاتی ہے بامِ آسمان پر
یہ سنتے ہی حسن نے کھینچی اک آہ — سپند آسا تڑپ کر گھر کی لی راہ

[۱] اِس دلچسپ مثنوی مین کوئی واقعہ خلافِ عقل نہین مگر صرف یہی ایک ایسا حیرت انگیز واقعہ ہے جسمین شاید لوگون کو کلام ہو مگر روح کا کسی نورانی شکل مین متشکل ہوکر آنا نہ کچھ مستبعد ہے نہ دشوار بلکہ جو لوگ مسمریزم کے عجائب و غرائب کچھ خبر رکھتے ہین وہ بلا تامل اسکی تصدیق کرسکتے ہین تاہم اگر واقعات پر نظر ہوتی [illegible] متعدد شبہون کا لحاظ ہوتا تو نئی روشنی والون کی خاطر سے ہم اسکو نا منظور کرتے مگر ہمین تو یہی کہنا ہے کہ [illegible]

جو پہونچا اپنے گھر وہ شعلہ پیوند	کئے سب[سلہ] واقعات اپنے قلمبند

سلہ حسن کی وہ تحریر یہ ہے کہ اے یاران وفاکیش و احباب خیر اندیش شما از حال من آوارہ کوچۂ
محن و مصیبت زدہ گردش چرخ کہن محمد حسن آگاہی ندارید۔ و نائرۂ عشق شعلہ انگیز کہ در سینہ
ام شرر ریزی ہا کردہ و کاشانۂ دلم را خاک سیاہ نمودہ از ان بیخبر ہستید۔ شمعی کہ دلم را
پروانہ وار کردہ و آخر در سوگ من جان دادہ۔ در حقیقت دختر مہاجنے بود کہ واقعہ اس
پر سوز و حسرتناک است۔ روزے بلب دریا با او دوچار شدم تیر عشقش بجگر رسید مدتہا
در فراقش خونِ دل خوردم و سراسیمہ و بیقرار خاک بیزیہا کردم۔ گاہ بہوائے دیدار بکوچۂ
دلدار مجنون وار پا کشیدم و گاہے بصورتِ جوگیان مستانہ وش بہ آستانہ اش رسیدم
و گاہی تا مدت چند بلباس برہمنان مصروف کتھا خوانی ماندہ شربتِ دیدار چشیدم۔
چون نوبت عروسیش رسید بخانۂ اش چنان آتشے سر گرفت کہ بطرفۃ العین بلونۂ آتشکدۂ
پارس گردید ہر کسے راہ نجات مجست و کسے پروائے عروس نداشت در آن وقت من
دلسوختہ بتبدیل لباس در آنجا حاضر بودم بمعاینۂ این حادثۂ جگر سوز او را در آغوش خود گرفتہ
از دریچہ بیرون کردم و بخانۂ خویش آوردم۔ چون وقت شب بود و ہنگامہ ہا برپا۔ کسے
نشانِ تہمت و تعرض نساخت۔ ہمگنان دانند کہ چون بخانۂ مہاجن آتش برافروخت دخترش نیز
اندرونِ خانہ بسوخت۔ چون عشق من پاک بود خواستم کہ بعزت و آبرو بخانہ اش رسانم۔
آن شعلہ رو دمِ سرد کشید و راضی نگردید۔ آخر الامر بحبالۂ نکاح خود در آوردم۔ این مختصریست
از واقعات گذشتہ کہ از احبائے من میر محمد رضا کہ فی الحال بدہلی ہستند مفصلاً آگاہی دارند۔
از ایشان پرسیدنی است۔ درین مجروزمان آنچہ برسرم گذشت حاجت بیان ندارد اکنون
بہ تحقیق پیوست کہ از چند روز بعد نصفِ شب شعلۃ الشکل ہودج از آسمان سر میزند و بہ آن روی
دریا فرود می آید و تا دیر سراسیمہ و بیقرار میماند و بصدائے حسرت آمیز و لہجۂ درد انگیز مرا یاد میکند
بیک دانستم کہ روحِ پاک آن غیرت حور لاثانی بہ ہودج نورانی تلاش من زندہ در گور می آید

یہ لکھا اوسنے پھر پُرسوز مضمون — کہ جی مین ہے لگی دل کی بجھاؤن

مین دھوکر ہاتھ جانِ ناتوان سے — بلون اوس شعلۂ آتش فشان سے

مری خاطر ہون احباب ناشاد — دُعائے خیر سے مجکو کرین یاد

ہوئی جب شام یارون کو بُلایا — کہا۔ ہے آج عزم سیرِ دریا

عجب کیا ہے طبیعت کچھ بہلجائے — دلِ دیوانہ کی حالت بدلجائے

کرے تسکین خاطر موجِ آب — تسلی بخشِ جان ہو رقصِ گرداب

نہ تھا دل کی لگی سے کوئی آگاہ — چلے سب سوئے دریا اُسکے ہمراہ

لبِ ساحل ہوئی جسدم رسائی — حباب و موج نے کی پیشوائی

پھر اک کشتی مین چڑھکر سب وفادار — ہوا کھاتے ہوئے جا پہونچے اوس پار

حسن بولا لبِ ساحل اوترکر — لگاؤنگا یہین مین آج بستر

کہا یارون نے کیا سودا ہوا ہے — یہان موقع بھلا رہنے کا کیا ہے

وہ بولا اک عمل کرنا ہے مجکو — یہان نقشِ اجل بھرنا ہے مجکو

جو جی چاہے رہو تم تا سحرگاہ — جو ڈرتے ہو تو اپنے گھر کی لو راہ

جو گزرے گی بلا سے ہم سہینگے — اگر جیتے رہے کل مل ملینگے

کہا یارون نے کیونکر چھوڑدین ہم — رُکھائی کرکے کیا دل توڑدین ہم

یہین ہم بھی بسر شب بھر کرینگے — تصدق جان و دل تمپر کرینگے

وہین آخر لگایا سب نے بستر — جب آدھی رات گزری تانی چادر

ہیہات ہیہات کہ من زندہ مانم و دعویٔ عشق بر زبان رانم۔ عزم بالجزم دارم کہ بہ آن شعلۂ آتشین پیوستہ جان بجانان سپردہ آتشِ شوق را بآبِ وصال فرو نشانم چشم کہ ہمگنان در حقِ من دل سوختہ دعاے مغفرت سازند و از صدمۂ فراق و درد ہجران بہ نوحہ و زاری بسر دارند ۱۲ عرشی +

اَحِبّا سو رہے وحشت کے مارے — حسن گنتا رہا کچھ دیر تارے
کیا تھا چاندنی نے ہر طرف کھیت — اودھر گنگا نظر آتی ادھر ریت
ہوا جب ایک عالم نیند مین چور — گرا پیلِ فلک کا ہودجِ نور
حباب آسا ابھر آئے پہلے بر آب — ہوا خشکی مین پھر سرگرم و بیتاب
حسن نے اپنے یارون کو اُٹھایا — طلسمِ شعلۂ گردون دکھایا
یکایک یہ صدائے حسرت انگیز — ہوئی ہر خرمنِ دل پر شرر ریز
کہان تم اے حسن رونق فزا ہو — نہین ملتے ہو کیون کیا کچھ خفا ہو
نہین تمکو خیالِ شام سُندر — ہوا کیا غم مین حالِ شام سُندر
لگی رہتی ہے دل مین آگ دن رات — بجھاتے کیون نہین تم آکے یہ بات
ہوئی جب گوش زدہ نوحہ خوانی — حسن کا ہو گیا دل پانی پانی
نکالی جیب سے تحریر اپنی — کتابِ قصۂ تقدیر اپنی
کسی ہمدم کو دے کر برق آسا — سوئے شعلہ ہوا وہ گام فرسا
پکارا شام سُندر شام سُندر — حسن مین سون پرتیان حال و سُندر
غرض لپکا ادھر سے کچھ وہ مجبور — اودھر سے کچھ بڑھا وہ ہودجِ نور
ہوئی مڈبھیڑ اون دونون مین باہم (ملاقات ۱۲) — ہوئے سرگرم رقص و وجد باہم
حسن تھا جذبِ اُلفت سے جو مجبور — ہوا رونق فزا وہ ہودجِ نور
در آیا شعلہ مین پروانۂ عشق — بھڑک اوٹھا چراغِ خانۂ عشق
ہوا مشتعل پری وہ شعلہ رقصان — اوڑا پھر صورتِ تختِ سلیمان
فلک [۱] پر چڑھ گیا دم بھر مین حسن سے — اوٹھایا ہاتھ یارون نے حسن سے

[۱] عشق کے بھی عجب کرشمے ہین - خدا جانے حسن کا جسمِ خاکی کیا ہوا - دریا مین جا پڑا یا جل کر غبار کی طرح اوڑ گیا کہ کسیکو کچھ پتا نہ ملا ۱۲ عرشی + + + +

سوادِ شب نے پہنا جامۂ غم
بہائے آسمان نے اشکِ شبنم

سحر نے پھاڑ کر جیب و گریبان
دکھایا داغِ خورشیدِ درخشان

بھنور کا دل بھر آیا جوشِ غم سے
سراسیمہ ہوئین موجین الم سے

ہوئی چشمِ حبابِ بحر گریان
اوٹھا دریا مین جوشِ غم کا طوفان

سُنا جسنے یہ حالِ حیرت انگیز
جگر سے کھینچی آہِ حسرت آمیز

ہوا بیتاب بھڑکا شعلۂ غم
دُھوان اوٹھا دلِ سوزان سے پیہم

غضب ہوتی ہے سوزِ عشق کی لاگ
کہ پانی مین لگا دیتی ہے یہ آگ

خاتمہ کتاب

ہوئی بزمِ سخن سُنسان ساقی
ہزارون ہین ابھی ارمان باقی

اوبل کر رہ گیا میخانۂ دل
لہو سے بھر گیا پیمانۂ دل

جو لکھا مین نے یہ افسانۂ عشق
ہوا بیخود دلِ دیوانۂ عشق

برنگ گیسوے پُر پیچ جانان
ہوا مجموعۂ خاطر پریشان

ہوے زخمِ دلِ صد چاک آلے
کھلے سینے مین داغِ غم کے لالے

چبھا ہر شعر دل مین شکلِ مژگان
ہوا ہر حرف نوکِ نشترِ جان

نظر مین پھر گیا اگلا زمانہ
مجھے یاد آگیا اپنا فسانہ

کبھی مجھپر بھی احسانِ جنون تھا
سرشک آنکھون مین دلمین جوشِ خون تھا

کبھی تھی دودِ آہِ گرم سے لاگ
لگی تھی خانۂ دل مین مرے آگ

ہوا جل بجھکے دل خاکِ سیہ لاکھ
ابھی تک ہے مگر کچھ گرم یہ راکھ

رولاتا ہے خیالِ شام سُندر
ہوئے ہین دیدۂ گریان سمندر

حسن کی سرگذشتِ حسرت انگیز
مثالِ برق دل پر ہے شرر ریز

جگر مین داغِ حسرت شعلہ زن ہے — لبون پر آہ سینے مین جلن ہے
قلم ہے صدمۂ غم سے جگر چاک — سیاہی ہے سوادِ چشمِ نمناک
کہان تک شوق یہ پُرغم کہانی — کرو اب ختم اپنی نوحہ خوانی
اگر ہے فکرِ تاریخِ دلاویز — تو لکھو۔ مثنویِ حیرت انگیز
۱۳ھ ۱۲

سنو پھر سالِ تاریخِ خداداد
پسندِ خاطرِ ہر باصفا باد
۱۳ھ ۱۲

قطعہ تاریخ طبعزاد سخنورِ عالی دماغ فصیح الملک حضرت داغ دہلوی

مثنوی جسکا نام سوز و گداز — اِس سے بہتر نہین فسانۂ شوق
حضرتِ شوق کی ہے یہ تصنیف — باعثِ رونقِ زمانۂ شوق
معدنِ طبع مین ہے گوہرِ عشق — مخزنِ دل مین ہے خزانۂ شوق
اِنھین اشعار کی زمین وہ ہے — جسمین پیدا ہوا ہے دانۂ شوق
اِس سے لبریز جام بادۂ عشق — اِس سے ہم بادہ عیشخانۂ شوق
ہین جو اہلِ مذاق اونکے لئے — یہ سخن ہوگیا بہانۂ شوق
تو بھی لکھ داغ مصرعِ تاریخ — سنو دل سے یہ ہے ترانۂ شوق
۱۳ھ

نتیجہ فکر بلبل گلزار بلاغت جناب سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی خلف جناب سید آغا حسین مرحوم متخلص بہ امانت

ہین اک محقق و دوست جو ہین جناب شوق — ذی علم و ذی کمال و سخن سنج و مولوی
نازک خیال صاحبِ تحقیق اہلِ فہم — اچھی طرح ہین واقفِ اسرارِ شاعری
شہرہ ہے جنکی سحربیانی کا چارسو — تصنیف اونھین نے کی ہے یہ دلچسپ مثنوی
عشاقِ دردمند کا تو ذکر کیا بھلا — معشوقِ شوخ طبع کو مرغوب ہوگئی
غیرین جو ہے کلام تو کہتے ہین اہلِ ذوق — ایسی تو نظم دیکھی نہ ہمنے سنی کبھی
مضمون استعارے مثالین محاورے — لطفِ زبان کے ساتھ صفائی بھی نظم کی
دیتے سخن کی داد مصنف کو وہ ضرور — ہوتے جو آج حافظ و عرفی و انوری
ہے وقتِ فکر تمکو فصاحت جو یہ خیال — صنعت مین نکلے مصرعِ تاریخ ابھی کوئی

ہجری سنین لکھو زر و بینات مین
یہ مثنوی ہے واہ عجب بے بدل کہی
۱۲ ۱۳ھ

نغمۂ راز

۱۳۰۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دل سے ہون شیفتۂ حسن قدیم
طور سینائے حقیقت کا کلیم

واقف سر معانی ہون مین
عاشق نکتہ بیانی ہون مین

دل ہے خلوت کدۂ ناز و نیاز
سینۂ صاف ہے آئینۂ راز

جوش پر آج ہے صہبائے الست
بادۂ عشق سے ہون مین سرمست

اب نظر آتی ہے کچھ اور ہی شان
ہے مری عقل سراسر حیران

اوٹھ گیا پردۂ چشم غفلت
دیکھتا ہون مین خدا کی قدرت

صورتین اوسنے بنائین کیا کیا
صنعتین اوسنے دکھائین کیا کیا

کہین نغمہ ہے کہین زخمۂ چنگ
کہین نالہ ہے کہین دل کی ترنگ

کہین بلبل ہے کہین نکہت گل
کہین مینا ہے کہین ساغر مل

جلوۂ برق تبسم ہے کہین
جوہر تیغ تکلم ہے کہین

کہین موسی ہے کہین شعلۂ طور
کہین سایہ ہے کہین جلوۂ نور

ہے جگر سوزی عشاق کہین
جلوہ افروزی مشتاق کہین

ہے کہین نور چراغ محفل
کہین بیتابی پروانۂ دل

حیرتِ دیدۂ زنجیر کہین
حلقۂ زلفِ گرہ گیر کہین

کہین شبنم ہے۔ کہین خندۂ گل
ہے کہین گریۂ چشمِ بلبل

ہے کہین شوخیِ چشمِ پرفن
کہین رفتارِ غزالانِ ختن

ہے کہین شام۔ کہین صبحِ وطن
کہین صحرا ہے۔ کہین صحنِ چمن

ہی سوادِ شبِ دیجور کہین
ہی بیاضِ سحر و نور کہین

ہی کہین زخم۔ کہین نوکِ سنان
ہے کہین درد۔ کہین راحتِ جان

ہی خراشِ دلِ صد چاک کہین
کاوشِ خاطرِ غمناک کہین

رنگِ جستہ کی کہین ہے پرواز
کہین ٹوٹے ہوئے دل کی آواز

ہاے ہوئے لبِ مستان ہے کہین
نعرۂ بادہ پرستان ہے کہین

جوششِ بادۂ توحید کہین
ریزشِ ساغرِ تجرید کہین

صبحِ نورِ دل افروز کہین
شامِ اندوہِ جگر سوز کہین

مہر و ذرہ مین اوسی کا ہے نور
اوسکی قدرت کا ہے ہر شے سے ظہور

عیبِ شرکت سے مبرا ہے وہ
گردِ نقصان سے مصفا ہے وہ

ہر طرح نقصِ دوی سے ہی پاک
چاند پر پڑ نہین سکتی ہے خاک

ہاتھ اوٹھا کر سوے درگاہِ خدا
شوق مانگ اب کوئی پرسوز دعا

مناجات عاشقانہ

اے خدا مجھکو عطا کر وہ دل
مذہبِ عشق مین جو ہو کامل

رات بھر جس سے بصد عجز و نیاز
شمع سیکھے روشِ سوز و گداز

محفلِ عشقِ حسینان مین جلے
آتشِ حسرت و ارمان مین جلے

عاشقِ شمع ہو وارفتۂ گل
کبھی پروانہ۔ کبھی ہو بلبل

دیکھے جس دم گلِ عارض کی بہار
زمزمہ سنج ہو مانند ہزار

سرو قد کوئی نظر آئے جہان
شکلِ قمری ہو وہین نعرہ زنان

رکھے صد چاکِ قبا گل کی طرح
محو نالہ رہے بلبل کی طرح

ہو اگر شیفتۂ حسنِ بتان
شکل ناقوس ہو سرگرم فغان

دن کو منت کشِ بیتابی ہو
رات بھر سرخوشِ بیخوابی ہو

ہو ہوا خواہِ ترقیِ جنون
وحشت انگیز ہو مثلِ مجنون

شکل فرہاد کرے کوہ کی گشت
صورتِ قیس ہو آوارہ دشت

نکلے غربت کو وطن سے ناشاد
نکہتِ گل کی طرح ہو برباد

گرم ایسے کرے شب بھر نالے
کہ نظر آئین ستارے چھالے

داغ سوداوہ حرارت دکھلائے
جس سے خورشید قیامت جلجائے

رکھے وابستۂ کاکل تقدیر
پیچ پر پیچ ہون شکلِ زنجیر

عشق مژگان مین یہ ہو کاہشِ تن
کہ نظر آوین بسانِ سوزن

راتدن بڑھتی رہے لذتِ درد
سرد آہین ہون تو چہرہ ہو زرد

اسطرح دستِ جنون ہو چالاک
کہ رہین جیب وگریبان صد چاک

جامِ دل یون نظر آئے پرخون
جیسے ساغر مین شرابِ گلگون

اسطرح داغِ جگر ہون گلزار
کہ ارم دیکھکے کھانے لگے خار

محوِ فریاد رہے آٹھ پہر
کبھی نالہ نہ ہو ممنونِ اثر

فرطِ غم سے ہو ہجومِ فریاد
محشر آباد ہون مین ناشاد

کبھی ارمان نہ نکلین دل کے
حسرتین روئین گلے مل مل کے

روز افزون ہو دل آزاریِ عشق
غم سے بڑھتی رہے بیماریِ عشق

کاہشِ غم سے ہون ایسا لاغر
تن مرا ہو رگِ تارِ بستر

طاقت و تاب ہو نہ رخصت مجھسے — ناز اوٹھوائے نزاکت مجھسے
غم سے ہو حال مرا نوعِ دگر — دم فنا ہونے لگے گھٹ گھٹ کر
خرد و ہوش ہوں یکسر مفقود — حالتِ نزع ہو سر پر موجود
اوس دم اے جلوہ دہِ روزِ الست — بہرِ تسکینِ دلِ حسن پرست
سامنے میرے رہیں چند حسین — مہ رخ و مہوش و زہرہ جبین
ہو مرا تکیہ سرِ زانوے یار — جذبۂ شوق ہو ہم پہلوے یار
آئے اوس وقت اجل بنٹھنکے — حور کی طرح سراپا بنکے
دم نکلجائے تب ارمان کے ساتھ — ہو مرا خاتمہ ایمان کے ساتھ
پھر احبا سرِ میت آئیں — غسل دیں اور کفن پہنائیں
الغرض کرکے جنازہ طیار — دوش پر اپنے اوٹھاکر دو چار
لیچلیں سب طرفِ قالبِ گور — لائیں لاشے کو مرے تا لبِ گور
خاک پر مجھکو لٹائیں ناچار — تنِ بیجان کریں یوں نذرِ مزار
سینے پر سنگِ تحمل رکھہ کر — رکھیں سب روے لحد پر پتھر
اوسگھڑی آہ نہ فریاد کریں — **شوق** کو فاتحے سے یاد کریں
جب لیں راہ اپنی اعزا میرے — گھر کو رخصت ہوں احبا میرے
آئیں اوس دم جو نکیر و منکر — دیکھ کر اونکو ہوں میں ششدر
بلکہ میں دونوں کو غلمان سمجھوں — اپنے حق میں اونھیں رضوان سمجھوں
ہو لبوں پر مرے کلمہ جاری — وجد صوفی کی ہو حالت طاری
جب نکیریں لحد سے پھر جائیں — میری خدمت کے لیے حوریں آئیں
چال پر جنکی قیامت ہو فدا — ناز پر صدقے حسینوں کی ادا
دل لبھانے کے ہوں یکسر انداز — زلف پر پیچ کمر تک

بعد ازاں

آنکھیں ایسی کہ ہرن ہو صدقے
صورت ایسی کہ چمن ہو صدقے

دونوں ابرو ہوں ہلالِ عیدین
ہونٹ ایسے ہوں کہ دل ہو بیچین

اسطرح ہر درِ دندان چمکے
جس طرح صبح کا تارا اوچکے

شکل خورشید ہو چہرہ جنکا
رات پر جس سے ہو دھوکا دن کا

گور میں پھر درِ جنت کھلجاے
پردہ معنیِ رحمت کھلجاے

گوشۂ قبر ہو صحنِ گلزار
گلشنِ خلد کی لوٹوں میں بہار

جب ہو ہنگامۂ محشر برپا
ہو سرِ گورِ غریبان غوغا

چونک اوٹھوں خوابِ اجل سے اکبار
بادۂ عشق ازل سے سرشار

ڈھونڈھ کر شافعِ محشر سے ملوں
ساقیِ بادۂ کوثر سے ملوں

جان کر سرخوشِ پیمانۂ عشق
جام خوارِ مئے خم خانۂ عشق

دستِ رحمت سے وہ محبوبِ خدا
جامِ پس خوردہ کریں مجکو عطا

پھر تو کچھ اور ہی کیفیت ہو
ہوش منت کشِ محویت ہو

دیکھ کر لغزشِ مستانۂ پا
مستیِ جامِ مئے ہوش ربا

تھام کر ہاتھ کریں داخلِ خلد
مجکو رہنے کو ملے منزلِ خلد

ہو وہاں عیش و طرب کا عالم
دلِ محزون کا نکلجاے غم

دوست و احباب رہیں سب یکجا
سامنے ساقی و جام و مینا

بختِ بیدار ہو غمخوار نصیب
ہو ہم آغوشیِ دلدار نصیب

صاف آئینۂ دل سے اکبار
دونوں عالم کا نکلجاے غبار

اے خداوند مجیب الدعوات
تجھسے پوشیدہ نہیں کوئی بات

ہے دمِ تیغ رہِ حمد و ثنا
غیر ممکن کہ نہو لغزشِ پا

فرطِ غم سے ہوں نہایت دلگیر
عفو کر دے مرے مولیٰ تقصیر

غیر کا دھیان ہے حرف غلط — نقش خاطر ہو تری یاد فقط

نعت

ہے جو سر گرم شفاعت طلبی کے — شوق لکھ نعت رسول عربی
سایۂ ذات حق جل و علا — مظہر نور خدا اصل علی
شاہد بزم ازل کے محبوب — خالق کون و مکان کے مطلوب
بادشاہ عرب و فخر عجم کے — سرور دین و شفیع عالم
بلبل گلشن رحمت ہین آپ — گل گلزار شفاعت ہین آپ
آپ ہین سرو گلستان کمال — نونہال چمنستان جمال کے
مہر تابان نبوت ہین آپ — مہر رخشان رسالت ہین آپ
آپ ہین گوہر دریاے کرم — آپ ہین لعل بدخشان ہمم کے
بحر مواج مراحم ہین آپ — قلزم جوش مکارم ہین آپ
آپ نے کتنے دکھائے اعجاز — آپ پر کون و مکان کو ہے ناز
یہ تو مانا کہ گنہگار ہون مین کے — صورت خامہ سیہ کار ہون مین
ہون سراپا مین پریشان احوال — اور اچھے نہین میرے اعمال کے
لیکن اسکا مجھے کھٹکا کیا ہے — پرسش حشر کی پروا کیا ہے
شافع روز جزا کا ہون غلام — ہون مین خاک رہ اصحاب کرام
اور ہین جنکو ہے طاعت پر ناز — مجکو ہے آپ کی رحمت سے نیاز
ہے یہ امید کہ روز محشر کے — ہو گی مجپر بھی عنایت کی نظر
دیکھ کر کلفت و حسرت میری — ہو گی بے شبہہ شفاعت میری
بیٹھنا اوس شہ دین کے ہمراہ — جاؤن گا خلد مین انشاء اللہ

شوق لازم ہے کہ ہر صبح و مسا | ورد کر صلِّ علیٰ اصلِ علا

نیرنگ عشق

عشق کے ہم سے نہ پوچھو نیرنگ | نئے انداز نرالے ہین ڈھنگ

عشق سے ہوتی ہے جسکو کچھ لاگ | اوسکے سینے مین بھڑکتی ہے آگ

عشق سے ہوتی ہین آنکھین جیحون | پانی ہوتا ہے جگر دل پُرخون

عشق سے دردِ جگر اوٹھتا ہے | دودِ دل شام و سحر اوٹھتا ہے

غازۂ عشق ہے رُخ کی زردی | اسکی گلگشت ہے صحرا گردی

عشق دیوانہ بنا دیتا ہے | خاک ویرانہ بنا دیتا ہے

راہ ہے اسکو بیابانی سے | ربط رکھتا ہے پریشانی سے

قیس کو اسنے بنایا مجنون | لیلیِ حجلہ نشین کو مفتون

تخت سے نل کو گرایا اسنے | کوہ و صحرا مین پھرایا اسنے

خاک چھنوا کے بیابانون کی | لی خبر چاک گریبانون کی

کرکے فرہاد کو برباد و تباہ | اسنے کی پھر دلِ شیرین مین راہ

کفنی پوش ہوئے کتنے لوگ | کتنے لوگون نے لیا عشق مین جوگ

شیفتہ گل کا کیا بلبل کو | کر دیا چاک گریبان گل کو

عشق رکھتے ہین جو دلمین سرخاب | رات بھر رہتے ہین کیا کیا بیتاب

قمریان محوِ فغان رہتی ہین | عشق مین نعرہ زنان رہتی ہین

حوصلہ دیکھیے پروانے کا | عشق مین غم نہین جلجانے کا

عشق کی سب سے جدا ہین راہین | دل مین لذت ہے لبون پر آہین

عشق کا غم بھی ہے گویا راحت | عشق کو سمجھو خدا کی رحمت

عشق کا داغ عجب نعمت ہے
جلوہ افروز گل جنت ہے

عشق اک جنس گرانمایہ ہے
حسن محبوب کا ہمپایہ ہے

روکش عرش ہے کاشانۂ عشق
رشک فردوس ہے ویرانۂ عشق

عرش کی طرح مقدس ہے جو دل
ہے وہی عشق کی برتر منزل

لائق عشق نہین ہر انسان
اوسکا حصہ ہے جسے ہے عرفان

شوق یہ راز ہین دقت والے
انکو سمجھینگے حقیقت والے

آغاز داستان

آ ادھر ساقیِ مستانۂ ذوق
سرخوشِ بادۂ میخانۂ شوق

جرعہ نوشِ مے خمخانۂ راز
رونقِ میکدۂ ناز و نیاز

دیکھ کیا فصلِ بہار آئی ہے
کیسی گھنگھور گھٹا چھائی ہے

پیکے مے اوڑھ کے کالا کمل
جھومتا پھرتا ہے ہر سو بادل

صحن گلزار ہین آج ابر بہار
قطرہ افشان ہے کہ ہے گوہر بار

زرِ گل سے ہے چمن مالامال
نونہالانِ گلستان ہین نہال

ہے شگوفون مین نمو کی یہ بہار
جیسے جوبن مین حسینون کے ابھار

ٹھنڈی ٹھنڈی جو ہوا آتی ہے
طبع رنگین مری لہراتی ہے

بند شیشے مین جو ہے لال پری
پھر دکھاتی ہے دمِ جلوہ گری

جلوۂ حسن اگر دکھلائے
زاہدِ خشک کو بھی وجد آئے

کیسی پیاری ہین ادائین اسکی
لا ادھر لون بلائین اسکی

بوسۂ لب جو کہین ملجائے
مثلِ گل غنچۂ دل کھلجائے

ہو ہم آغوش جو یہ غیرتِ حور
نور آنکھون مین ہو دل مین ہو سرور

جوش مین آئے طبیعت میری
تیز ہو آتشِ جودت میری

عرش پر پھونچے مری فکرِ رسا
طے کرے ہفت فلک برق آسا

دُور ہو بندہ دہانی میری
لُطف دے سحر بیانی میری

گلُ مرا خامۂ رنگین وہ کھلاے
کہ جہان دیکھ کے بلبل ہوجائے

سطرین گلزارِ سخن بنجائین
جدولین نہرِ چمن بنجائین

نقطہ نقطہ مین روش ہو گل کی
طرز ہر لفظ مین ہو بلبل کی

ہر الف سروِ گلستان ہوجائے
ہر ورق غیرتِ بُستان ہوجائے

صفحہ صفحہ جو ہو رشکِ گلشن
خار کھانے لگے دل مین دُشمن

بے اب اغماض نہ کرائے ساقی
مَے مجھے دیدے جو کچھ ہو باقی

تیری ہمت کی جہان مین ہے دھوم
دیکھ دَر سے نہ پھرون مین محروم

ہون مین داتا درِ دولت کا فقیر
مَے کے دینے مین نہ کر اب تاخیر

تو ہے فرزانہ ہنرور دانا
کیا مجھے تو نے نہین پہچانا

بارہا مین ترے در پر آیا
ہان مگر بھیس بدل کر آیا

لکھے کیا کیا ترے ساقینامے
جن سے ہین مستِ مضامین نغمے

جنکا چرچا ہے زباندانون مین
جنکی اک دھوم ہے میخانون مین

دیکھ پڑھ پڑھ کے وہ رنگین اشعار
وجد مین جھوم رہے ہین میخوار

شوق ہے نام سراپا ہون شوق
دل ہے مستِ مئے خمخانۂ ذوق

جوش ہے آج مے مضمون کا
دل نمونہ ہے مرا جیحون کا

بحر یا طبعِ روان ہے میری
موجِ کوثر کہ زبان ہے میری

غیر کیا رنگ مرا پائے گا
وہ کہان سے یہ زبان لائیگا

مین نے مانا کہ زبان بھی پائی
راہ اندازِ بیان بھی پائی

شوق سا دل نہین جسکو نصیب — لطف لائے گا کہان سے وہ غریب
درد سے دل نہو جبتک آگاہ — شعر مین لطف نہو گا واللہ
جی نہین آتا ہے وہ قصہ لکھون — قیس و فرہاد ہون جسپر مفتون
درد دل سے جو بھرے ہون اشعار — سنکے عشاق کو آوے نہ قرار
چوٹ کھائے ہوئے دل ہون بیتاب — چشم گریان سے بہائین خوناب
چست بندش ہو مضامین دلخواہ — بول اوٹھے غیر بھی سبحان اللہ
دیکھو کیا سحر دکھاتا ہون مین — قصۂ عشق سناتا ہون مین
کہ کسی شہر مین تھا کوئی بزرگ — مرد دیندار و کہن سال و سترگ
صاحب منصب و جاہ و عزت — صاف دل پاک درون خوش خصلت
اوسکو خالق نے دیا ایک پسر — مردم دیدۂ دل نور نظر
غیرت انجم و رشک خورشید — کوکب برج سپہر امید
اوسکو ماں باپ نے ہر صبح و مسا — صورت آرزوی دل پالا
اپنے پہلو سے نکرتے تھے جدا — اک برس کا وہ ہوا نام خدا
کہ فلک نے یہ دیا داغ الم — اوسکی مان نے لی رہ ملک عدم
اپنے آغوش محبت مین پدر — پرورش کرنے لگا شام و سحر
کچھ دنون بعد وہ پروردۂ ناز — ہو گیا ہوش و خرد سے دمساز
بہر تعلیم و ادب خوش ہوکر — رکھا اوستاد پدر نے نوکر
حسن آداب مین وہ طاق ہوا — علم مین شہرۂ آفاق ہوا

صحرانوردی

بادۂ تند پلا دے ساقی — ساغر ہوش ربا دے ساقی

جوشِ مستی مین کردن ترکِ وطن
کوہ و صحرا کو بناؤن مسکن ہے

وقفِ گردش رہون ساغر کی طرح
خاک اوڑاتا پھرون صرصر کی طرح

دشتِ غربت مین جو ہو میری وفات
پاؤن ڈیلک کے تھپیڑون سے نجات

تنگدستی سے تہِ چرخِ کہن ہے
دامنِ دشت ملے بہر کفن

اب سنو دل سے بیانِ خامہ
حرفِ حزن یون ہے زبانِ خامہ

چاردہ سالہ ہوا جب وہ قمر ہے
اوج پر تھا ابھی اوسکا اختر ہے

کہ یکایک فلکِ سرگشتہ ہے
مشکلِ تقدیر ہوا برگشتہ ہے

دیکھ کر اسکی یہ شانِ رفعت
پھر گیا اوس سے برنگِ قسمت

دم مین باقی نرہا جاہ و جلال
مل گیا خاک مین سارا اقبال

تنگدستی سے ہوا حال خراب
فاقہ مستی نے کیا دل کو کباب

شبِ کلفت نے کیا روز سیاہ
باپ بیٹے کا ہوا حال تباہ

ہوکے راضی برضائے تقدیر
نکلے ناچار وطن سے دلگیر

راہِ غربت مین برنگِ صرصر
خاک اوڑاتے رہے اپنے سر پر

پاکے سرگشتۂ صحرائے الم
شوق سے لینے لگے خار قدم

صدمۂ غم سے ہوئے جب دلتنگ
چرخ نے اور دکھایا نیرنگ

کہ وہ سرگشتۂ میدانِ بلا
راہ پیمائے بیابانِ بلا ہے

ایکدن جوشِ جنون مین حیران
تھے بگولے کی طرح سرگردان

ناگہان رنگِ فلک یہ لایا
ایک میدان اونھین پیش آیا

دھوپ سے گرم یہانتک تھی ریت
کہ نظر آتے شرارون کے کھیت

خشک لب تشنہ دہن تھے تا آب
چشمۂ مہر کی صورت بے آب

تھے گہر آبلۂ قلبِ صدف
صورتِ پارۂ آتش تھے خزف

بھولے بھٹکے جو وہاں جاتی تھی — مرگ بھی خوف سے تھراتی تھی

پر دیرین کا ہوا حال عجب — تشنہ کامی نے لیا بوسہ لب

پیاس کے مارے وہ بیتاب ہوا — صورتِ ماہیِ بے آب ہوا

دیکھکر اوسکا یہ حالِ ابتر — پانی برسانے لگے دیدہ تر

پُتلیان لائین ترس کھا کے شتاب — چشمہ چشم سے پیمانہ آب

جب لگی دل کی نہ بجھنے پائی — سرد کرنے کے لئے موت آئی

جسم سے رُوح جو نکلی بیتاب — آبِ کوثر سے ہوئی وہ سیراب

بیٹے نے دیکھ کے یہ حالِ پدر — ندیان غم مین بہائین رُو کر

تھا عجب واقعہ جان فرسا — کر دیا شورِ قیامت برپا

رعد کی طرح جو نالے کڑکے — آتشین آہ کے شعلے بھڑکے

سینے سے اوٹھنے لگا دودِ جگر — چھاگئین کالی گھٹائین گھر کر

جوشِ غم سے نہ رہا ضبط و قرار — ابر بھی رونے لگا آخر کار

ایسی بارش کی ہوئی طغیانی — ندیان ہوگئین پانی پانی

اوس جوان نے جو یہ حالت دیکھی — بارشِ ابرِ مصیبت دیکھی

دل کی کچھ اور ہی حالت بدلی — چھاگئی جوشِ الم کی بدلی

غم سے دل کھول کے اوسدم رودیا — حسرت آمیز ہوا پھر گویا

ایفلک ہے یہ عداوت کیسی — تونے دی ہمکو یہ حسرت کیسی

نزع مین باپ ہمارا ترسے — بعد مرنے کے یہ پانی برسے

الغرض کرکے بہت آہ و فغان — پھر کیا دفنِ پدر کا سامان

ہائے رے اوسکی غریب الوطنی — ملا اوسکو کفن جُز کفنی

جُز غم و حسرت و فریاد و بُکا — کوئی غمخوار نہ ہمدم اوسکا

قصہ کوتاہ کسی طرح وہین — لاش کو دفن کیا زیرِ زمین
شامِ غربت مین یہ اندھیر ہوا — حسرتِ خون شدہ کا ڈھیر ہوا
کیا برستی تھی لحد پر حسرت — چادرِ گل تھی نہ شمعِ تربت

طرح اقامت

اے مرے ساقیِ فرخندہ شیم — اسطرف بھی نگہِ لطف وکرم
مین جو غربت مین ہون سرگرمِ سفر — صورتِ جام ہے سر کو چکر
دے کوئی جام کہ ہو جوشِ سرور — ماندگی سب رہِ غربت کی ہو دور
مہمان ہے نفسِ چند شباب — کیون پھرون وادیِ غربت مین خراب
اب بیابان سے لون شہر کی راہ — آرزو کہتی ہے ہان بسم اللہ
اسطرح کہتے ہین اربابِ خبر — جب ہوا دفن سے فارغ وہ پسر
دل مین آیا کہ یہین اب رہیے — چرخ کے جور ومصیبت سہیے
سینے پر صبر کا پتھر رکھ کر — لوح سان رہیے سرِ گورِ پدر
پھر یہ کہنے لگی لیکن وحشت — کہ کسی اور طرف کر حرکت
گردشِ بخت اگر دیکھے گی — رہنے دیگی نہ یہان تجکو کبھی
پہلوِ گورِ پدر کو اب چھوڑ — جس طرف چاہے ترا دل منہ موڑ
پاکے ایما یہ وہ بیچارہ غریب — یاس سے بول اوٹھا ہاے نصیب
قبر سے خوب لپٹ کر رویا — آنسوؤن سے رخِ گلگون دھویا
جب ہوا جوشِ جنون کا اصرار — یون پڑھا کلمۂ رخصت ناچار
الفراق اے مرے غمخوارِ پدر — الوداع اے پدرِ خستہ جگر
دستِ وحشت ہے غضب دامنگیر — اب جدا کرتی ہے تجسے تقدیر

چھوڑ کر پھر خرد و ہوش و حواس کے
ہو کے ہمراہ ہجوم غم و یاس

ہمرہِ قافلۂ اشک رواں
ساتھ لیکر جرسِ آہ و فغان کے

خاک اڑاتے ہوئے مثلِ صرصر
اوس جگر تفتہ نے لی راہِ سفر

جب چلا چند سے وہ آوارہ دہر
رفتہ رفتہ نظر آیا اک شہر

اوسطرف اُسنے اوٹھایا جو قدم
ہوئے پامالِ خوشی حسرت و غم

شہر مین جب اوسے قسمت لائی
گلے ملنے کو مسرت آئی

سیر مین دن کو تو جی بہلایا
جب ہوئی شام بہت گھبرایا

سخت حیران کہ اب جاؤن کہان
کس سے اظہار کرون دردِ نہان

کون سُنتا ہے فغانِ درویش
قہرِ درویش بجانِ درویش

تھا رئیس ایک وہان نیک سیر
پیرِ دیرینہ مُسافر پرور

جب یونہین شام سے کچھ رات ہوئی
ناگہان اوس سے ملاقات ہوئی

اوس جوان کو جو پریشان پایا
حال پوچھا تو اوسے رحم آیا

فرطِ اُلفت سے بلائے ہوئے ہاتھ
لیچلا عزت و توقیر کے ساتھ

جان کر آنکھون کا تارا اوسکو
اپنے گھر لا کے اوتارا اوسکو

پا کے علم و ہنر اوس خوشخو مین
دی جگہہ صورتِ دل پہلو مین کے

حُسن و عشق

جلد اَے ساقیِ پیمانۂ عشق کے
جوش پر آج ہے میخانۂ عشق کے

بادۂ وصل پلا دے مجکو
دُخترِ رز سے ملا دے مجکو

ہون جو محروم ادل مین ناکام
جی مین ہے خوب ہی لون بوسۂ جام

رات دن نشے مین مستی مین رہون
کچھ دنون بادہ پرستی مین رہون

آئی اب کان مین قلقل کی صدا
لو سنو قصّۂ حیرت افزا

تھا جو وہ مرد مسافر پرور
اوسکی اک نُورِ نظر تھی دختر

مہر وش زہرہ جبین مہ طلعت
کوکبِ برجِ سپہرِ عصمت

دُرِ ناسُفتۂ بحرِ خوبی
آب و تابِ گہرِ محبوبی

گلِ نو خاستۂ باغِ شباب
غنچۂ گلشنِ ناموس و حجاب

دانش و فہم و فراست مین طاق
لکھنے پڑھنے مین نہایت مشّاق

چشم بد دور وہ غیرت دہ ماہ
فرد لاکھون مین تھی ماشاءاللہ

ایکدن اوسکے یہ دل مین آیا
مشورہ جی مین یہی ٹھہرایا

رونق افروز جو ہے یہ مہمان
فضل خالق سے ہے سنجیدہ جوان

مجمعِ علم و فضائل ہے یہ
جامعِ حُسنِ شمائل ہے یہ

ہاں نسب مین بھی نہایت برتر
ہاں حسب مین بھی گرامی گوہر

کیجیے مہر کو مہ سے پیوند
ہو یہ داماد بجائے فرزند

نیک ساعت مین یہ ہے حُسنِ صلاح
دونون کا کیجیے آپسمین نکاح

اِطلاع اسکی ہوئی دل کو اگر
تو لبون کو نہ ہوئی کچھ بھی خبر

رکھ لیا دل مین تمنّا کی طرح
کرلیا نقشِ سویدا کی طرح

تھا اودھر وصل بہم مدِّ نظر
اور ہی گھات مین تھا عشق اودھر

یعنی اک دن وہ بتِ رشکِ قمر
جلوہ افروز ہوئی کوٹھے پر

تار پھولون کے جڑاؤ گہنے
عمدہ پوشاک سراسر پہنے

چشمِ فتّان مین لگائے کاجل
چال مستانہ غضب کی چھل بل

مانگ زلفون مین تھی زلفین زنجیر
تھے بہم صبح و شب و روز مگر

طرّہ م اسیر یہ کہ کھولے ہوے بال
طائرِ دل کے پھنسانے کا جال

شوقِ پابوس مین اُسکے ہر دم — لیتی تھی زلفِ رسا جھک کے قدم
حسرتِ دید مین اوسکی سرِ شام — آگیا مہرِ منوّر لبِ بام
دیکھ کر اوسکا یہ عالم یہ رُوپ — زرد رُو ہو گئی حسرت سے دھوپ
چشمِ انجم نے کیا نظّارا — چرخِ بے مہر کا چمکا تارا
اتفاقاً وہ جوانِ مہمان — تھا اوسی سمت کو نظّارہ کنان
جذبۂ شوق نے کھینچا جو اودھر — جا پڑی اسکی نظر اوس مہ پر
گرمیِ حُسن سے بیتاب ہوا — مُضطرب صورتِ سیماب ہوا
سوزِ اُلفت سے اوٹھا شعلۂ آہ — خانۂ صبر ہوا خاکِ سیاہ
آتشِ عشق جو بھڑکی اکبار — جل گیا رختِ تسلّی و قرار
تیغِ ابرو کی جو دیکھی صورت — دل ہوا ٹکڑے جگر کی صورت
تیرِ اُلفت سے ہوا وہ بسمل — ہو گئی نوکِ مژہ نشترِ دل
خرد و ہوش ہوئے سب رخصت — عشق نے آکے کہا "یا وحشت"
لیکن اس سے نہ تھی واقف وہ قمر — حال عاشق سے نہ تھی کچھ بھی خبر
اپنے کوٹھے سے اوتر آئی وہ ماہ — چشمِ عاشق مین ہوا روز سیاہ
جامۂ صبر کیا ہجر مین چاک — جیب و دامن نے لئے بوسۂ خاک
مرضِ عشق مین بیمار رہا — تشنۂ شربتِ دیدار ہوا
نہ رہی ضبطِ فغان کی طاقت — نالے ہونے لگے دل سے رخصت
گر پڑا بسترِ غم پر ناچار — صبر و آرام ہوئے دل سے فرار
جب کئی دن ہوئے اسطرح بسر — جوشِ اُلفت نے دکھایا یہ اثر
کر دلِ یار مین کی عشق نے راہ — اوس ستمکش کا پڑا ناوکِ آہ
شکلِ آئینہ وہ حیران ہوئی — صورتِ زلف پریشان ہوئی

پیچ کھانے لگی سنبل کی طرح
آپ اولجھنے لگی کاکل کی طرح

چشم بیمار سی بیمار ہوئی
مرضِ غم مین گرفتار ہوئی

منتشر ہوش ہوئے صورتِ بو
زردیِ رنگ ہوئی غازۂ رو

جی مین کہنے لگی یون وہ بیتاب
آپ سے آپ ہی کیون دل سیماب

کیون اولجھتی ہے طبیعت میری
ہے یہ کسوجہ سے حالت میری

کیا سبب ہے جو یہ حیرانی ہے
خودبخود کیون یہ پریشانی ہے

دل پگھلتا ہے جگر گھلتا ہے
حال اسکا نہین کچھ کھلتا ہے

اتنے مین چپکے کسی نے آکر
اوسکو دی حالتِ مہمان کی خبر

سنتے ہی اسکے اوڑے ہوش وحواس
فرطِ حیرت سے ہوئی سخت اداس

سوزشِ دل سے وہ بیتاب ہوئی
آتشِ عشق سے سیماب ہوئی

جوشِ الفت سے ہوا اوسکو جنون
پہلے لیلیٰ تھی بنی اب مجنون

دل کو لاکھ اپنے سبنھالا اوسنے
کوئی پہلو نہ نکالا اوسنے

پہلے مانع ہوئی گو شرم وحیا
زہا ضبط تو کہلا بھیجا

پیام معشوق

آپکا حال سنا مینے یہ آج
کہ کئی دن سے ہے ناساز مزاج

کروٹین لیتے ہین بیتابی سے
آشنا چشم ہے بیخوابی سے

دل مین ہے درد۔ لبون پر دمِ سرد
آنکھین پرآب ہین رخسار ہین زرد

کچھ تو فرمایئے کیون ہے یہ حال
کسلیئے ہین یہ غم ورنج وملال

دشمنون کی ہے طبیعت کیسی
بے مرض ہے یہ نخافت کیسی

شکوۂ بخت ومقدر کیون ہے
”ہائے دل“ ہر گھڑی لب پر کیون ہے

بے حجابانہ جو باعثِ غم — کہیے گا ٹھیک مرے سر کی قسم
آجکل غیر ہے حالت میری — سخت بیکل ہے طبیعت میری
نہ کسی طرح بہلتا ہے دل — نہ سنبھالے سے سنبھلتا ہے دل
الغرض اوسکو جو پہونچا یہ پیام — اپنے دلبر کا سُنا جب یہ کلام
آپ مین رہ نہ سکا پھر دم بھر — اپنے جامے سے ہوا وہ باہر
جوشِ اُلفت سے ہوئی بیہوشی — خرد و عقل نے کی رُوپوشی
کچھ ہوا ہوش تو سرد آہ بھری — غم گھٹا اور طبیعت ٹھہری
لیکے قرطاس و دوات و خامہ — اوس پری وش کو یہ لکھا نامہ

نامۂ عاشق

ای مسیحائے مریضِ ہجران — اے شفابخش تبِ سوزِ نہان
اے طبیبِ مرضِ مہجوری — چارہ سازِ الم رنجوری
تُمنے پوچھی ہے جو حالت میری — تو سنو دل سے حکایت میری
بہر تفریح سرِ شام اوس روز — بام پر تم جو تھین رونق افروز
ہون خطاوار ہے اقرارِ گناہ — کی مری آنکھون نے دزدیدہ نگاہ
حضرتِ عشق نے دی اسکی سزا — کر دیا مجھکو گرفتارِ بلا
ہے بُرا حال مرا اوس دم سے — مُنہ کو آتا ہے کلیجا غم سے
کوئی مونس نہین غمخوار نہین — کوئی غربت مین مرا یار نہین
دل کے بہلانے کو جاتا ہون جو باغ — لالے دیتے ہین مجھے سیکڑون داغ
سُنکے فریاد و فغانِ بلبل — ٹکڑے ہوتا ہے جگر صورتِ گل
دیکھ کر سرو و صنوبر شمشاد — قدِ موزون مجھے آتا ہے یاد

ولولے مانتے ہین کب دل کے
نظر آتا ہے مجھے جب سنبل ے
سوی نرگس جو نظر جاتی ہے
یادِ رُخ مین جو نظر آتے ہین گل
دیکھ کر شورِ عنا دل کی طرح
زعفران زار جو آتا ہے نظر
راہِ صحرا جو کہین لی دل نے
دیکھ کر جوشِ جنون کا احوال ے
پاؤن پڑتے ہین قدم لیتے ہین
یاد آتی ہے جو چشمِ پُرفن
چوم لیتا ہون ہرن کی آنکھین
نظر آتی ہے جو رفتارِ غزال
جوشِ سودا سے کبھی مین غمناک
سوے دریا جو گزر ہوتا ہے
دیکھتا ہون مین جو پانی مین بھنور
نظر آتی ہے اگر چشمِ حباب
پہرون روتا ہون مین آٹھ آٹھ آنسو
الغرض اے صنمِ حشر خرام ے
اب جگر خستہ ہے غم سے خامہ
گلشنِ دہر مین جبتک ہین گل
زیبِ گلزار ہین جبتک شمشاد

پہرون روتا ہون گلے مل مل کے
دل کو الجھاتی ہے یاد کاکل ے
سُرمگین چشم وہ یاد آتی ہے
نالے کرتا ہون برنگ بلبل ے
ٹکڑے ہوتا ہے جگر دل کی طرح ے
خوب ہنستے ہین مرے زخم جگر ے
روحِ مجنون وہین آتی ملنے
غول آتے ہین پئے استقبال ے
خار رہنے کی قسم دیتے ہین ے
وہ فسون ساز نشیلی چتون
آہوے دشتِ ختن کی آنکھین ے
یاد آتی ہے وہ مستانہ چال ے
یادِ افشان مین اوڑاتا ہون خاک
موجزن خونِ جگر ہوتا ہے
مجکو آتے ہین ہزارون چکر
غم سے ہو جاتی ہین آنکھین پُرآب
ندیان ہوتی ہین جاری ہرسو ے
غمِ فرقت نے کیا کام تمام
ختم کرتا ہون دعا پر نامہ
دم بھرا کرتی ہے جبتک بلبل
قمریان کرتی ہین جبتک فریاد

جبتک آزاد ہین سروِ لبِ جو
فاختہ کرتی ہے جبتک کوکو

جگرِ لالہ مین جبتک ہے داغ
لاے جبتک ہین گلستان کے چراغ

بزم مین شمع ہے جبتک روشن
دلِ پروانہ مین جبتک ہے جلن

جلوہ افروز ہین اختر جبتک
چاند سورج ہین منوّر جبتک

محفلِ حسن مین اے غیرتِ حور
جلوہ فرما رہو با عیش و سرور

ہو چکا مشک فشان جب خامہ
دستِ قاصد مین دیا یہ نامہ

بیتابیِ معشوق

نامہ بر نے جو وہ خط پہونچایا
آگے تقدیر کا لکھا آیا

دل مین اک چوٹ لگی اُلفت کی
آپ مین پھر وہ پری رہ نہ سکی

آنکھین بھر آئین ہوا دل بیتاب
ہو گیا غم سے جگر جل کے کباب

دل سے کھنچنے لگی ابرو کی طرح
پیچ کھانے لگی گیسو کی طرح

دیکھتی تھی کبھی گھر کی صورت
کبھی حسرت زدہ در کی صورت

تنگ اگرچہ تھی غمِ فرقت سے
حد سے لیکن نہ بڑھی غیرت سے

بلکہ وہ ننگِ شرافت سمجھی
وجہ بربادیِ عفّت سمجھی

حال پر اپنے پشیمان ہوئی
آہ کی طرح پریشان ہوئی

عقدِ مناکحت

اب یہ نیرنگِ محبت دیکھو
اثرِ جذبۂ اُلفت دیکھو

کر کے اُس پیر نے آپسمین صلاح
کر دیا دونون کا اک روز نکاح

لیکن افسوس کہ ٹھہری یہ بات
تھوڑی مدّت رہے موقوف برات

جب جوان نے یہ سنی کیفیت — بتغیر ہوئی اوسکی حالت
اس طرف آتش حرمان بھڑکی — ہوئی بیتاب اودھر وہ لڑکی
کچھ دنون تک تو بہت ضبط کیا — الغرض عشق نے پھر خبط کیا
رہی ہجر کی دل کو طاقت — صبر و آرام ہوئے سب رخصت
ہو کے مجبور اوٹھا کر خامہ — اوس پریوش کو یہ لکھا نامہ

نامہ جوان

اے مری جان مری محرم راز — کچھ مرے دل کا سنو سوز و گداز
آتش شوق بھڑک اوٹھتی ہے — آہ کی برق کڑک اوٹھتی ہے
اب اولٹتا ہے کلیجا میرا — غم سے پھٹتا ہے کلیجا میرا
ہجر کی اب نہین طاقت مجھکو — مار ڈالیگی یہ فرقت مجھکو
ہجر مین اب یہ مرا عالم ہے — صدمۂ درد سے لب پر دم ہے
ضعف سے تن ہے سراپا لاغر — بنگیا ہے رگ تار بستر
نالے ہوتے ہین جو رخصت دل سے — لب تک آتے ہین بڑی مشکل سے
مین ہون یا بستر رنجوری ہے — ایک ہمدم غم مہجوری ہے
شمع دلسوز مری بالین پر — روتی رہتی ہے الم مین شب بھر
جوش وحشت مین کبھی حسب محل — حضرت شوق کی پڑھتا ہون غزل

غزل

ہجر سے اب ہی یہ حالت میری — مرگ کرتی ہے عیادت میری
دل کو وہ چاہین مجھے رشک آئے — اُف رے مین اور رقابت میری

دل سے پیکان جو نکلتا ہی نہیں | یہ بھی ہے کیا کوئی حسرت میری
اوسکے در سے نہین اوٹھنے دیتی | خوب کام آئی نحافت میری
چیز میری ہے۔ تھین کیا ناصح | دل دیا اوسکو طبیعت میری
جان دیدون اوسے دل کیا شے ہے | مفلسی مین ہے یہ ہمت میری
ہون وہ غم دوست مری میت پر | خاک اوڑائیگی مصیبت میری
سر سے اکدم کبھی ٹلتی ہی نہیں | کیا بلا ہے شب فرقت میری

جسکو صرصر نے بجھایا ہے شوق
ہوگی شمع سر تربت میری

اے مسیحائے جہان عیسیٰ دم | میرے دم توڑنے کی تمکو قسم
غمزہ و ناز و ادا کی سوگند | لب اعجاز نما کی سوگند
جان جاتی ہے جلاؤ مجھکو | شربت دید پلاؤ مجھکو
یہ سمجھ لو کہ نہین شرع مین لاج | اور عاشق نہین پابند رواج
ہو حیا مانع رفتار اگر | شرم رخصت نہ دے آنیکی ادھر
خواب ہی مین نظر آجاؤ مجھے | کچھ ترس کھاؤ نہ ترساؤ مجھے
اب کسی طرح دکھا دو صورت | روح ہوتی ہے وگرنہ رخصت

پیوند مواصلت

اوس پریوش کو جو یہ لکھ بھیجا | ہوگیا اور ہی نقشا اوسکا
پڑھتے ہی خط کے ہوئی وہ بیتاب | آتش غم نے بنایا سیماب
گرمی شوق مین وہ رشک قمر | سائے کو دیکھتی تھی اودھر اودھر
اوٹھ کھڑی ہوتی کبھی درد کی طرح | بیٹھ جاتی وہ کبھی گرد کی طرح

تھا عجب حال پریشان اوسکا — گھڑیان گن گن کے غرض دن کاٹا
جب ہوئی لیلی شب طرہ کشا — خال سا ماہ فلک پر چمکا
تارے اسطرح ہوئے نور فشان — جسطرح زہرہ وشون کی افشان
کہکشان مانگ کی صورت نکلی — دل عشاق کی حسرت نکلی
سرمۂ خواب لگا کر اوسدم — محو آرام ہوا اک عالم
شوق دیدار مین وہ غیرت ماہ — چھپ کے نکلی صفت تار نگاہ
اپنے عاشق کے سرہانے آئی — بخت خفتہ کو جگانے آئی
خواب مین اوسکو جو غافل پایا — دی اوسے کاکل مشکین کی ہوا
پاکے بو ہو گیئن بیدار آنکھین — اوس سمن برسے ہوئین چار آنکھین
پھر کسی مین نرہا ضبط و قرار — مل گئے دونون گلے آخرکار
خوب آپسمین لپٹ کر روئے — داغ غم دامن دل سے دھوئے
بیٹھے مل جل کے وہ دونون پرغم — مل گئے صورت حرف مدغم
حال دل روکے بہم کہنے لگے — قصہ درد و الم کہنے لگے
کبھی اظہار الم کرتے تھے — عاشقی کا کبھی دم بھرتے تھے
کبھی اقرار وفا کرتے تھے — کبھی اظہار جفا کرتے تھے
حالت دیدہ تر کہتے تھے — سوزش قلب و جگر کہتے تھے
الغرض دفتر شکوہ تھا باز — ناز ادھر تھا تو ادھر حسن نیاز
ناگہان بخت نے بدلی کروٹ — شاہد صبح نے اولٹا گھونگھٹ
محو فریاد ہوئے مرغ سحر — سنکے پہلو سے اوٹھا درد جگر
آئی اوسدم جو گجر کی آواز — کی وہین ہوش وخرد نے پرواز
بولی گھبرا کے یہ وہ سرو روان — اب مناسب نہین تاخیر یہان

باتوں باتوں میں کٹی شب ہی تمام — لو میں جاتی ہوں خدا حافظ ہے
پھر گلے مل کے ہوئی وہ رخصت — جان و تن میں ہوئی گویا فرقت

وصالِ آخرت

جلد دے میری خبر اے ساقی — نام کو مجھ میں ہے اب دم باقی
غم سے پکتا ہے کلیجا میرا — اب دھڑکتا ہے کلیجا میرا
صدمۂ درد و ہجوم غم ہے — تیری فرقت میں لبوں پر دم ہے
دورِ آخر ہے پلا ساغرِ مے — اسطرح محو تغافل کیوں ہے
ہوش آئے تو بصد رنج و الم — کہہ سناؤں تجھے افسانۂ غم
کچھ دنوں اونکی رہی یہ حالت — تھا کبھی وصل کبھی تھی فرقت
رفتہ رفتہ یہ ہوا عالمِ عشق — بھر گیا ہر رگ و پے میں غمِ عشق
نام کو بھی نہ رہی تاب و توان — حسرت انگیز ہوا حالِ جوان
سوکھ کر خار تنِ زار ہوا — مرض الموت میں بیمار ہوا
چارہ سازوں نے کیا لاکھ علاج — نہ ہوا ایک اثر بخش مزاج
سنتے ہی عاشقِ محزون کا حال — وہ پری زاد ہوئی غم سے نڈھال
اشکِ خونیں سے بھر آئیں آنکھیں — ساغرِ مے نظر آئیں آنکھیں
دیکھ کر اوسکی نحافت کی طرح — ہوش اوڑنے لگے نکہت کی طرح
دیکھی یہ صورتِ غم آہ نے جب — پیار سے اوسکے لئے بوسۂ لب
تن بدن کی نہ رہی اوسکو خبر — اپنے جامے سے ہوئی وہ باہر
باپ نے اوسکے جو دیکھا یہ رنگ — عشقِ پُر فتنہ کے سمجھا نیرنگ
سخت حیرت زدہ وہ پیر ہوا — دل میں مِنّت کشِ تدبیر ہوا

کہ جدائی نے کیا ہے یہ حال ۔ ہے یہ بہتر کہ ہو دونون مین وصال
جب ہوئی رات تو خلوت چاہی ۔ اپنے بیگانے ہوئے سب راہی
اپنی بی بی کو بلایا اوسنے ۔ حال یہ کہہ کے رولایا اوسنے
کیا خبر تھی ہمین غم دیکھین گے ۔ جائے شادی یہ الم دیکھین گے
جان بلب ہجر سے ہے اب یہ جوان ۔ کوئی دم کا ہے یہ مہمان مہمان
بات بگڑی ہوئی بنتی ہے کہین ۔ اسکے جینے کی اب امید نہین
کیا عجب ہے جو ہو دیدار بہم ۔ جان بچ جائے گھٹے کاہشِ غم
تبِ فرقت سے افاقا ہو جائے ۔ مرضِ غم سے یہ اچھا ہو جائے
ڈر کے وہ بولی کہ کیونکر دون صلاح ۔ کیا ہوا ہے ابھی جز عقد نکاح
ابھی دونون ملین باہم کیونکر ۔ طعنہ زن ہونگے اعزا ہمپر
اوس جہاندیدہ نے یون سمجھایا ۔ اسطرح راہ پر اوسکو لایا
چپکے لڑکی سے یہ کہدو جائے ۔ اور اوسے ایک نظر دیکھ آئے
الغرض بات یہی پائی قرار ۔ کہ ہو دونون مین حصولِ دیدار
اوس پری نے جو اجازت پائی ۔ تنِ بیجان مین گویا جان آئی
خستہ دل اشک فشان چاک جگر ۔ بال بکھرائے ہوئے خاک بسر
پاس بیمار کے تنہا آئی ۔ سرِ بالین وہ مسیحا آئی
عالمِ شوق مین بیخود ہو کر ۔ رکھ کے مشتاق کا سر زانو پر
چشم پرنم سے کئے اشک روان ۔ اسطرح پھر ہوئی سرگرم فغان
اے مرے ناز اوٹھانے والے ۔ مجکو وارفتہ بنانے والے
دل و جان صدقے مین تیرے واری ۔ سچ کہو کیون ہے یہ حالت طاری
کچھ تمھین میری خبر ہے کہ نہین ۔ حال پر میرے نظر ہے کہ نہین

تم چلے چھوڑ کے اب مجکو کہاں — کسکو دلسوز ہین مجھوگی یہاں
کیون خفا ہو گئے جاتے کیون ہو — خاک مین مجکو ملاتے کیون ہو
آنکھین کیون بند ہین کھولو للہ — کچھ لب ناز سے بولو للہ
ورنہ اس رنج مین مرجاؤنگی — اپنے جی سے مین گزر جاؤنگی
لب جانبخش کی آئی جو صدا — اوس اجل دوست نے آنکھین کین وا
سحر جوزا نوے صنم پر پایا — اوج پر بخت کا اختر پایا
طرف عارض دلبر دیکھا — چشم حسرت سے مکرر دیکھا
سونگھکر خوب شمیم گیسوے — روح نے کی حرکت صورت بوے
جان بیتاب بدن سے نکلی — عندلیب اپنے چمن سے نکلی
اوس گل اندام نے دیکھا جو یہ رنگ — زندگانی سے ہوئی اور بھی تنگ
جان سے ہاتھ اوٹھایا اوسنے — لاشہ چھاتی سے لگایا اوسنے
ہوئی سرگرم فغان ماتم — محو انداز بیان ماتم
اے مرے عشق مین مرنے والے — گور مین پاؤن کے دھرنے والے
اب چلے تم تو سوے ملک عدم — دے چلے مجکو غم و رنج و الم
اب مرے ناز اوٹھائے گا کون — بگڑی باتون کو بنائے گا کون
غم اسی کا مجھے الجھائے گا — کون گیسو مرے سلجھائے گا
درد ہجران سے جو ہونگی غمگین — کون دے گا مرے دل کو تسکین
ناز فرقت نہ اوٹھے گا مجھسے — بار کلفت نہ اوٹھے گا تجھسے
دست تقدیر سے چارا کب ہے — ورنہ یہ داغ گوارا کب ہے
اوسنے یہ کہہ کے جو کھینچی اک آہ — روح نے ملک عدم کی لی راہ
نازنین جسم ہوا افسردہ — گل شاداب ہوا پژمردہ

اوسکے ماں باپ کو پہونچی جو خبر
روئے سر پیٹ کے وہ خستہ جگر

دوست دشمن جو کوئی سنتا تھا
فرط افسوس سے سر دھنتا تھا

آپنے بیگانے ہوئے جمع وہان
محشر آباد بنا صحن مکان

کوئی فریاد و فغان کرتا تھا
نفس سرد کوئی بھرتا تھا

جیب و دامن کوئی کرتا تھا چاک
کوئی حسرت سے اوڑاتا تھا خاک

آتش غم سے کوئی جلتا تھا
کف افسوس کوئی ملتا تھا

پھر عزیزون نے بصد رنج و محن
دونون میت کو دیا غسل و کفن

دست تقدیر سے ہوکر ناچار
دونون کو دفن کیا آخر کار

ہو گئین دل مین تمنائین ہلاک
مل گئین آرزوئین سب تہ خاک

پھاڑ کر جیب و گریبان غم مین
حسرتین رونے لگین ماتم مین

ہو کے آوارہ پریشان برباد
نکلی سر پیٹتی آہ و فریاد

روح فرہاد و نل و قیس حزین
فرط حسرت سے ہوئی سوگ نشین

دود آہ دل سوزان جو اوٹھا
شامیانہ وہ بنا تربت کا

چشم انجم سے فلک نے رو کر
اشک شبنم کی چڑھائی چادر

خاک صرصر نے اوڑائی غم مین
ابر بھی رونے لگا ماتم مین

وحشتین رو بہ بیابان نکلین
حسرتین چاک گریبان نکلین

بیکسی کرنے لگی نوحہ گری
قبر پر بنکے مجاور بیٹھی

خاتمہ کتاب

تیری محفل کو سلام اے ساقی
اب اوٹھا شیشہ و جام ایساقی

جوش پر آپ ہے میخانۂ دل
غم سے لبریز ہے پیمانۂ دل

ہی مجھے خون جگر جاے شراب — آتش غم سے مرا دل ہے کباب
تا کجا مرثیہ خوانی میری — ہو چکی سوز بیانی میری
بیخودی نے جو کیا گم مجھکو — نہی تاب تکلم مجھکو
مثنوی کیسی کہان کے اشعار — حضرت عشق کے ہین یہ آثار
اسکا شیرازہ ہے تار رگ جان — سطرین ہین دود دل شعلہ فشان
جدولین اسکی ہین غم کی نہرین — اوٹھتی ہین درد و الم کی لہرین
پارۂ دل ہے مقرر ہر حرف — سرخی خون ہے بجاے شنجرف
سوزش غم سے ہین نقطے اخگر — اسکے لفظون مین ہین لاکھون نشتر
قصہ کوتاہ ہوئی جب یہ تمام — تھی مجھے فکر کہ رکھون کیا نام
بلبل فکر ہوئی زمزمہ ساز — نام رکھا شوق حزین نغمۂ راز

١٢٠٣ھ

دل نے پھر مصرع تاریخ کہا
ختم اللہ لہا بالحسنے

١٢٠٣ھ

قطعہ تاریخ سخنور بے تمثیل و بے نظیر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

جواہر مضامین کے لاکھون بھرے ہین — بلاغت کی کان آج یہ مثنوی ہے
امیر اسکی تاریخ مین نے یہ لکھی — فصاحت کی جان آج یہ مثنوی ہے

١٣٠٣ھ

چکیدۂ قلم شاعر ذی شرف جناب منشی اشرف علی صاحب اشرف لکھنوی

شوق نے ایسی مثنوی لکھی — ہے ہر اک شعر جسکا درد آمیز
لکھہ اشرف یہ مصرع تاریخ — سخن بے بہا ہے عشق انگیز

١٣ھ

طبع زاد ہمپایۂ قدسی کلیم حضرت استاذی منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی

بارک اللہ اے ظہیر احسن کے — مجمع علم و ماہر ہر فن کے
مثنوی لکھی کیا نئے ڈھنگ سے — ساحری شاعری میں کی ڈھنگ سے
وہ فصاحت زبان میں رکھی — وہ بلاغت بیان میں رکھی
دل ہی جسکا مزا اوٹھاتا ہے — شور تحسین لبون تک آتا ہے
اوج بخشا کمال کو کیا کیا — دی بلندی خیال کو کیا کیا
سیر نے اک مزا دیا دل کو — نقش حیرت بنا دیا دل کو
بہر تاریخ کلک کی ہے یہ نَے — واہ کیا دلپسند نغمہ ہے
۱۳۰۳ھ

منہ دام فیضہ

حبذا چون شوق ممتاز جہان — زد رقم این مثنوی بے مثال
خامۂ تسلیم تاریخش نوشت — مثنوی دلکش و سحر حلال
۱۳۰۳ھ

نتیجۂ طبع وقاد حضرت استاذی مولوی محمد عبد الاحد صاحب شمشاد لکھنوی

ظہیر احسن کہ با شوق است معروف — بخوبیہائے رنگارنگ موصوف
نواسنج گلستان فصاحت — ترنم ریز بستان بلاغت
چمن پیرائے باغ نکتہ دانی — بہار افزائے گلزار معانی
نہال بوستان خوشمقالی — گلے از گلشن نازک خیالی
چو کرد این نامۂ نایاب تصنیف — کہ بیرون است اوصافش ز توصیف
پے سالش دلم شمشاد گفتا — تعالی اللہ کتاب روح افزا
۱۳۰۳ھ

ریختۂ کلک سخنگوی و سخن شناس جناب میرزا ذاکر حسین صاحب یاس لکھنوی

عجب مثنوی گفت شوق سخنور — ہمہ درد خیز و ہمہ عشق آگین
چنین ہاتف غیب با یاس گفتا — بگو سال نظمش چہ دلکش مضامین
۱۳۰۳ھ

درد جدائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے مری جان اے مرے دلدار — غیرتِ سرو باغ و رشکِ بہار
گلِ شادابِ گلشنِ خوبی — نونہالِ ریاضِ محبوبی
عرض کرتا ہون داستانِ فراق — دل لگا کر سنو بیانِ فراق
عشق جس دم گلے کا ہار ہوا — باغِ دل غم سے خارزار ہوا
بیل ارمان کی منڈھے نہ چڑھی — وحشتِ سیرِ دشت حد سے بڑھی
محاورہ ۱۲۵
راہ لی مین نے دشتِ غربت کی — خاک چھانی رہِ مصیبت کی
کیا بتاؤن جو میری حالت تھی — اپنے سائے سے مجکو وحشت تھی
لبِ دریا مرا ہوا جو گزر — جوش مین آئے غم سے دیدۂ تر
دیکھ کر میرے دیدۂ پُرآب — پھوٹ کر روئی خوب چشمِ حباب
پا کے عقل و خرد سے بیگانہ — جان کر مجکو کوئی دیوانہ
بیڑیان بھرنے کے لئے دریا — لاکھون زنجیرین موجون کی لایا
جب یہ طوفانِ غم نظر آیا — دلِ خون گشتہ اور بھر آیا
پھر تو امڈے وہ اشک دریا بار — کہ ہوا پانی پانی ابرِ بہار
دیکھ کر جوششِ بحرِ دیدۂ تر — چشمِ حیرت بنی ہر ایک بھنور
پھر مین اک بجرے پر سوار ہوا — کسی صورت سے بیڑا پار ہوا
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم تھا — ہان اگر ساتھ تھا تو اک غم تھا
راہِ غربت کا تھا جنون جو خضر — رہنما بنکے لے چلا آخر

کیا کہوں پھر کہاں کہاں پھونچا — مختصر یہ کہ مین یہان پھونچا
واقعی سے سفر جو ٹیڑھی کھیر — ہوگیا ضعف پاؤن کی زنجیر
جوشِ وحشت کا زور چل نکلا — لکھنؤ سے کہین مین ٹل نہ سکا
سیرِ دشتِ دجبل سے مُنہ موڑا — بھاری پتھر تھا چوم کر چھوڑا
قصۂ کوتاہ رہ گیا مین یہین — مثل پھر یہان سے مین جا سکا نہ کہین
کچھ نہ بدلی یہان بھی حالتِ دل — نہ ہوئی کم ذرا بھی وحشتِ دل
بہرِ تفریحِ خاطرِ ناشاد — چوک جاتا کبھی حسین آباد
کبھی مچھی بھون کو جاتا مین — کبھی سیرِ چمن کو جاتا مین
دل نہ بہلا مگر کسی صورت — اور بڑھتی گئی مری وحشت
ایکدن مین گیا جو قیصر باغ — آتشِ غم سے کھائے سیکڑون داغ
خاک اڑاتی تھی غم مین بادِ سحر — گلِ تر خار خار آئے نظر
غم مین کھولے ہوئے تھے سنبل بال — زُلف کی طرح تھے پریشان حال
گلِ سوسن تھے غم مین جامہ سیاہ — نظر آتے تھے سرو صورت آہ
دل مین پنہان جو رکھتے تھے غم ودرد — پھول چنپا کے ہو رہے تھے زرد
سرنگون غنچے گل گریبان چاک — آبلون کی روش تھے خوشہ تاک
قمریان آہ و نالہ کرتی تھین — بلبلین سرد آہین بھرتی تھین
رُت کچھ ایسی پھری ہوئی پائی — کہ کلی دل کی غم سے مُرجھائی
لائے آتش کے تھے جو پر کالے — پڑگئے میری جان کے لالے
داغ کھا کر جو مین وہان سے پھرا — اپنے بستر پہ آکے غم سے گرا
کچھ دنون تک عجب رہی حالت — تھا کبھی خبط تھی کبھی وحشت
جب ہوا عیش باغ کا میلا — لوگون کا اودھر سے ہوا ریلا

بہرِ تفریحِ خاطرِ پُرغم
تھا اکھاڑا وہان حسینون کا
تھا کوئی گلعذار و غنچہ دہن
کوئی رشکِ پری و غیرتِ حور
تھا کوئی فتنہ ساز و عشوہ طراز
دلفریبی مین تھا کوئی عیار
تھا یہ سب کچھ مگر خدا کی قسم
خاطرِ بیقرار کی سوگند
نوخچۂ ناوکِ نظر کی قسم
قامتِ لاجواب کی سوگند
کاکل و خط و خال کی سوگند
میرے اشکون کی آبرو کی قسم
میرے دل کی مرے جگر کی قسم
تُم مین اُن مین جو فرق پاتا تھا
کوئی گل پیرہن ہوا تو کیا
کوئی مہوش اگر ہوا تو کیا
کوئی حور و پری ہوا تو کیا
مین تمھارا تھا چاہنے والا
کیون کسی پر فریفتہ ہوتا
ہے مگر اتنی بات اسے دلبر
مجکو یاد آ گئی وہ پیاری شکل

لیگئے مجکو بھی مرے ہمدم
ایک مجمع تھا نازنینون کا
کوئی گلگون قبا و رشکِ چمن
حُسن مین طاق ناز مین مشہور
کوئی چالاک تھا کوئی طناز
نقدِ دل لینے مین کوئی طرار
سُرمگین چشم کی حیا کی قسم
دیدۂ اشکبار کی سوگند
لذتِ کاوشِ جگر کی قسم
سروِ باغِ شباب کی سوگند
صورتِ بیمثال کی سوگند
جوشِ ارمان و آرزو کی قسم
بندہ پرور تمھارے سر کی قسم
کب نظر پر ادھین چڑھتا تھا
کوئی نازک بدن ہوا تو کیا
کوئی رشکِ قمر ہوا تو کیا
زہرہ و مشتری ہوا تو کیا
عاشقی کا نباہنے والا
بوالہوس تھا جو شیفتہ ہوتا
آنکھ ڈالی جو اون حسینون پر
پھر گئی آنکھون مین تمھاری شکل

اگلی اُلفت کی چوٹ اوبھر آئی — دل ہوا بھاری آنکھہ بھر آئی
جیب و دامن کئے جنون مین چاک — مثلِ مجنون اوڑائی سر پر خاک
صدمۂ غم سے دم نکلنے لگا — ہاتھون فرقت مین دل اوچھلنے لگا
آئین بتیا بیان زیارت کو — پھونچی آہ و فغان عیادت کو
ہے اُسی روز سے بُری حالت — مرضِ غم سے ہے ردی حالت
درد فرقت سے جان کھوتا ہون — یہ غزل اپنی پڑہ کے روتا ہون

غزل

نقدِ دل لیگئی خبر نہ ہوئی — دزدِ شاطر ہوئی نظر نہ ہوئی
نظرِ لطف راہ پر نہ ہوئی — بھولے بھٹکے کبھی ادھر نہ ہوئی
لاکھہ آنسو بہائے آنکھون نے — کم مگر سوزشِ جگر نہ ہوئی
حالِ طولِ شبِ فراق نہ پوچھ — برسون گزرے مگر سحر نہ ہوئی
او تغافل شعار کیا کہنا — مرگئے ہم تجھے خبر نہ ہوئی
آج کی فکر ہے کبھی کل کی — عمر آرام سے بسر نہ ہوئی
دل کو دل سے جو راہ ہے اے شوق — کبھی فکرِ پیامبر نہ ہوئی

جان جانے کا غم نہین اے یار — ہے مگر دل مین حسرتِ دیدار
اک تمھارا خیال رہتا ہے — اشتیاقِ وصال رہتا ہے
آنکھون مین بھاری رات کٹتی ہے — سوچ مین ساری رات کٹتی ہے
جب کھٹکتی ہے کچھ بھی دل کی پھانس (محاورہ ۱۲) — دم پر آبنتی ہے اوکھڑتی ہے سانس
ہائے تم ایسے بے خبر بیٹھے — کان مین تیل ڈال کر بیٹھے
کچھ مرے نالے کارگر نہوئے — درد سے میرے تم خبر نہوئے (محاورہ ۱۲)

کیون نہ مین اپنی آہ کو روون
تم تو بیرحم و سنگدل نکلے
کیا اثر ہو دل ستمگر مین
سیکڑون مینے نامہ بر بھیجے
تمنے لکھا نہ کچھ جواب اونکا
اب جو انداز یہ نرالا ہے
کیا کہون مین۔ ہے ضعف دامنگیر
ورنہ اوٹھتا مین دودِ آہ کی طرح
خیر تم آج کر لو جور و جفا
لاکھ پردون مین بھی چھپو گے اگر
پا کے اپنے نصیب سے تمکو
جا کے پھر پیش داورِ محشر
دیکھ لینا کرونگا یون فریاد
سنکے اوسوقت تم خجل ہوگے
میری منت کروگے آخر کار
اپنے روٹھے کو تم مناؤگے
اب بہت ہو چکا بیان فراق
ہاتھ اوٹھاتا ہون اب دعا کے لیے
ہے اثر جبتک اس فسانے مین

کان پر کب تمھارے رینگی جون
محاورہ ۱۲
آہ پھر کیون نہ منفعل نکلے
جونک لگتی نہین ہے پتھر مین
مثل ۱۲
نامۂ شوق بیشتر بھیجے
نامہ بر کو جواب صاف ملا
دال مین کچھ ضرور کالا ہے
ناتوانی ہے پاؤن کی زنجیر
تمسے ملتا کسی نگاہ کی طرح
حشر کا دن کبھی تو آئیگا
چھان ڈالونگا مین صفِ محشر
چھین لونگا رقیب سے تمکو
داد چاہونگا اپنی اے دلبر
یہ جفائین ہین انکی یہ بیداد
سر جھکا لوگے منفعل ہوگے
ہاتھ جوڑوگے ہوکے تم ناچار
بات بگڑی ہوئی بناؤگے
ختم کرتا ہون داستانِ فراق
کہدو آمین تم خدا کے لیے
شاد و خرم رہو زمانے مین

خلد مین خوش ملائے ہاتھ مین ہاتھ
تم رہو حور بنکے شوق کے ساتھ

تمت

صبح وصال

ہائے فلک نے قہر یہ ڈھایا
بخت نے ایسا پلٹا کھایا

صبح الم کا رنگ جمایا
وقت جدائی سر پر آیا

غم سے جو شبنم روتی ہے گل کے
ہیں یہ شگوفے خندۂ گل کے

بال ہیں بکھرے ترسنبل کے
زخم ہرے ہیں ہر بلبل کے

دیکھ کے غمگین حالت دل کی
روتی ہے دل میں حسرت دل کی

صبح جو سر پر آئی ہوئی ہے
دل کی کلی مرجھائی ہوئی ہے

کہیے کیا اظہار الم کا
حال ہے روشن حسرت و غم کا

کیا ہو بیان گردش کے ستم کا
ہائے وہ تارا صبح کا چمکا

رہ گئی کچھ کچھ شب کی سیاہی
کیسی گھڑی یہ آئی الٰہی

چلنے لگے منزل سے راہی
ہوتی ہے کوئی دم میں تباہی

بجنے لگے افسوس گجر بھی
بول اٹھے مرغان سحر بھی

ہوتی ہے اب دلدار سے فرقت
صبح ہوئی کیا آئی قیامت

صبح نے اپنی شکل دکھائی
رُخوں نے بھی آفت ڈھائی

کوؤں نے اک دھوم مچائی
لو وہ اذان کی آواز آئی

لو جاگے بدبخت نے کروٹ
کام نہ آئی اپنی لگاوٹ

منہ سے اٹھایا اپنا گھونگھٹ
ناز و ادا سے اٹھے جھٹ پٹ

باہر نکلے خلوت والے
جاتے ہیں مسجد طاعت والے

ملتے اٹھے وہ چشم خماری
سو گئی اب تقدیر ہماری

برہمنوں نے شور اٹھایا
گھڑیالی نے غل جو مچایا

بتخانے میں سنکھ بجایا
نیند سے اک عالم کو جگایا

بکھری ہوئی ہے زلف معنبر
اترا ہوا ہے چہرۂ انور

سرمہ ہوا ہے آنکھوں سے باہر
کیا ہی ادا سے چھائی ہے رخ پر

گھر سے چلے اشنان کو ہندو
ہے گنگا کا شور ہے ہر سو

آنکھ چرائے ہیں وہ ادا سے
چھپے ہوئے ہیں جوبن حیا سے

باد سحر سے غنچے چٹکے
ہیں جو طلوع مہر کے کھٹکے

نکہت گل کے قافلے بھٹکے
روتی ہے شبنم گل سے لپٹ کے

وائے مقدر ہائے ری قسمت
مانگ رہے ہیں ہم سے اجازت

صبح ہوئی اب ہوتے ہیں رخصت
دل کو ستاتا ہے غم فرقت

کہتی ہے دن کی قسمت چمکی
ہوں مہمان اب کوئی دم کی

ہائے جدا وہ ہوتے ہیں ہم سے
منہ کو کلیجا آتا ہے غم سے

حال برا ہے روئین نہ کیونکر
کب وہ ٹھہرتے والے ہین دم بھر
جائینگے اپنے گھر وہ مقرر
رہ گئے دل مین ارمان اکثر
آگ لگی ہے سینے کے اندر
ہوتے ہین شعلے منہ سے باہر

کیسی چھوٹی ہاے یہ شب تھی
اور کوئی رات ایسی کب تھی
فرط الم سے جوش قلق ہے
غم سے کلیجا اپنا شق ہے
درد کے مارے چہرہ فق ہے
جان بدن مین ایک رمق ہے

گویا مقدر روز جدائی
سخت ہے کیسا روز جدائی
آگیا سر پر روز جدائی
کاٹین گے کیونکر روز جدائی
ہوشربا ہے درد جدائی
عرش رسا ہے دل کی دہائی

صبح کا کرنا شام ہے مشکل
اب تو ہمین آرام ہے مشکل
کچھ بھی نہ آئے کام یہ نالے
ایسے پڑے ہین جان کے لالے
جاتے ہین اب وہ جانے والے
زہر کے ہم پی لینگے پیالے

دوڑو نکلے ٹوٹے والو
کوئی بہانہ کرکے نہ ٹالو
جلد خبر اب بہر خدا لو
حال ردی ہے ہمکو سنبھالو
کون اوٹھائے گا غم فرقت
رات کے صدمے دن کی مصیبت

دم گھٹتا ہے جوش الم سے
سانس اوکھڑتی ہے اب غم سے
سچ ہے بتون کی الفت کیا ہے
خیر ہمارا بھی تو خدا ہے
آج وفا کل جور و جفا ہے
ناحق اتنی آہ و بکا ہے

پیش نظر ہے یاس کا عالم
اشک فشان ہین دیدۂ پر نم
ہوش و خرد ہین درہم برہم
درد جگر اوٹھتا ہے پیہم
شوق کہان تک سوز بیانی
ختم کرو یہ غم کی کہانی

شام فراق

شام فراق آج آئی ہوئی ہے
کیسی اداسی چھائی ہوئی ہے
بخت سیہ کی لائی ہوئی ہے
جان بہت گھبرائی ہوئی ہے
گھڑیالی نے سات بجائے

دیکھ کے چڑیان شب کا اندھیرا
پیڑون پر لیتی ہین بسیرا
بجھ گئی اب سورج کی مشعل
سرخ شفق کا ڈھلکیا آنچل
درد جگر کا پھیلا کاجل
رات نے تانا کالا کمبل

شام سیہ جو سر پر آئی
تارون نے اپنی شکل دکھائی
چارون طرف تاریکی چھائی
گھر دین سب نے شمع جلائی
اب تو غضب کا ہے سناٹا
چارون طرف ہے عالم ہو کا

مغرب پڑھ کر سب گھر آئے
شمع دکھاتے جگنو نکلے
کاٹے نکلے بچھو نکلے
ویرانون سے الو نکلے
کیڑے مکوڑے ہر سو نکلے

شیر ہوئے باہر آ گھر سے
گیدڑ نکلے جھاڑ کھنڈر سے

منہ پھیلائے حلقۂ در سے | قہر و غضب کی آنکھ ادھر سے
تاک میں شاید یہ اژدر ہے | اسکے نگلنے کا ہمیں ڈر ہے

کالی بلا ہے شام جدائی
بنگئی دشمن ساری خدائی

دل ہے تپاں بیتاب جگر ہے | حال ہمارا نوعِ دگر ہے
طول ہے اسکے کسکو خبر ہے | صبح قیامت اسکی سحر ہے

چین پڑے گا یارب کیونکر
ہم سے کٹے گی یہ شب کیونکر

آج وہ آئی شام مصیبت | گھبراتی ہے جس سے طبیعت
دل میں غضب کا ہے غم فرقت | کوئی نہیں مونس بجز حسرت

کون سنے گا دل کی دوہائی
کسکو سنائیں درد جدائی

وقت مدد ہے ای غم جاناں | کالی بلا ہے یہ شب ہجراں
حال ہے اپنا سخت پریشاں | دل ہے نہایت خستہ و حیراں

تو ہے ہمارا مونس و ہمدم

تو ہی تسلی دے ہمیں ہمدم

اے نالو تم جی نہ چراؤ | اتنی تکلیف آج اٹھاؤ
چھوڑ کے تنہا ہمکو نجاؤ | آج ہمارا دل بہلاؤ

شاید اپنا یہ دل غمگین
درد و الم سے پائے تسکین

آج برستے ہیں انگارے | کل نہیں پڑتی غم کے مارے
اے تارو سب پیارے پیارے | جاگو تم اب ساتھ ہمارے

قصہ کہانی کوئی کہو تم
شب بھر بیدار آج رہو تم

ہائے بہت کچھ شور مچایا | رو رو کر سب حال سنایا
خاک کسی نے رحم نہ کھایا | اپنی مدد کو کوئی نہ آیا

جان چرائی غمخواروں نے
آنکھ بدل ڈالی یاروں نے

ہائے ہی اس دنیا کی حالت | ہوتی ہے جسدم گردش قسمت
دوست کہاں انکی کیسی محبت | ہوتے ہیں اپنے غیر کی صورت

خیر نہ اتنی آہیں بھرو تم
شوق خدا پر صبر کرو تم

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۳	بہر رہی ہے	بھر رہی ہے	۳۹	۲۱	تلاش	جلاش
۲۴	۱۶	دوغس	دوشس	۴۲	۱۳	لاے	لائے
۲۸	۲۰	بہشتر	بیشتر	۴۳	۲۲	نظری	نظر کی
۳۱	۸	صنادق کی	صادق کی	۵۱	۵	اشاکن	انسان
۳۴	۲۰	غنچہ ودل	غنچۂ دل	″	۹	جرمہ	جرعہ
۳۵	۳	اشک م	اشک غم	۷۰	۸	تقدیرنے	تقدیرسے
۳۹	۹	دیدار	دیدار یار	۷۱	۱۹	قدسی کلیم	قدسی و کلیم

اشتہار کتب تلامذہ حضرت شوق

کلیات طالب ملتانی

اردو مین قابل دید کلیات دیوانِ عاشقانہ و نعتیہ کا مجموعہ۔ مصنفہ منشی خدا بخش صاحب طالب ملتانی قیمت عہ

لوح محفوظ

ترجمہ حزب البحر مع فوائد عجیبہ و غریبہ مؤلفہ جناب حکیم سید شاہ محفوظ الحق صاحب واصل عظیم آبادی قیمت ۶

غایۃ التسہیل

ہاتھیون کے علاج کا نایاب رسالہ۔ مولفہ جناب ممدوح قیمت ۔ ۔ ۔ ۴ ہ

نغمہ ہزار

اردو کی دلچسپ مثنوی۔ مصنفہ جناب ممدوح۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ا/

نیرنگ الفت

مذاقیہ و دلچسپ مثنوی۔ مصنفہ مولوی محمد فرید احسن صاحب فرد نیموی۔ قیمت ۔ ۔ ا

خیابان رحمت

ذکر میلاد مین نایاب و بے مثل کتاب۔ مولفہ جناب مولوی سید حسن مرتضیٰ صاحب شفق عماد پوری ۲ ہ

تذکرۃ الشوق

حضرت استاد کا تذکرہ۔ مولفہ منشی محمد بشیر صاحب بشیر کاکوٹی مع طومار التوضیح و دندان شکن
مؤلفہ جناب منشی محمد عبد الاحد صاحب قدس بھرساٹاری۔ شاگرد حضرت شمشاد لکھنوی
و مع سرمۂ تحقیق مولفہ حضرت شوق۔ ۔ ۔ ۵

تردید السیف

رد السکین کی تائید اور مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کے رسالہ سیف الموحدین کا جواب۔
مؤلفہ جناب سید ابو البقا محمد یوسف صاحب کسمبل عظیم آبادی۔ ا/

رجم الشہاب

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے حالات۔ مولفہ جناب مولوی اطہر الحسن صاحب خاکؔ عظیم آبادی ۴ ہ

فتح کامل

مع انجاح التواریخ۔ تاریخی مباحثہ۔ مولفہ مولوی سید تفضل حسین صاحب کامل بہاری۔ ۰/

المشتہر

محمد عبد الحمید اختر نگرنہسوی شاگرد حضرت شوق نیموی

اشتہار کتب مؤلف

اوشحۃ الجید

ائمہ اربعہ رح کی تقلید کا بیان امام اعظم رح کی محققانہ سوانح عمری - قیمت فی جلد - ۵ر

حبل المتین

آمین بالاخفاء کے ثبوت مین لاجواب رسالہ - جسکے مخالفین بھی مداح ہین - ۰۶ر

ردّ السکین

حبل المتین کی تائید اور مولوی محمد سعید صاحب بنارسی کے رسالے کا جواب - ۱۰ر

مقالۂ کاملہ

حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی قدس سرہٗ کے ملفوظات کی تائید قیمت - ۰۴ر

تذییل

بزرگانِ دین کے ہاتھ پاؤن چومنے کا ثبوت استحباب قیمت فی جلد - ۲ر

ازاحۃ الاغلاط

غلط الفاظ کی تحقیق مین یہ رسالہ نہایت جانفشانی سے لکھا گیا ہے - ۸ر

اصلاح

اردو زباندانی کے باب مین یہ رسالہ نہایت ہی عمدہ لکھا گیا ہے - ۰۲ر

ایضاح

رسالۂ اصلاح کی شرح - جسمین شاعری کے متعلق جابجا جدید و مفید باتین درج ہین - اسکے ساتھ
اصلاح اور ازاحۃ الاغلاط یہ دونون نایاب رسالے بھی بعد نظر ثانی چھپے ہین - ۰۶

سُرمۂ تحقیق

یہ رسالہ اسم بامسمیٰ ہے - جسکی دھوم ہندوستان مین مچی ہوئی ہے - اسمین معرکۃ الآرا الفاظ کی چھان بین کی گئی ہے - اسکے ساتھ - نعمت عظمیٰ - حل القصیدہ - وغیرہ بھی شامل ہین - قیمت - ۵ر

یادگار وطن

علمی مباحث کا گنجینہ - تحقیقات شاعریہ کا خزینہ - شائقین شعر و سخن کو محقق بنانے والا تذکرہ - ۸

المشتہر
ابو الخیر محمد ظہیر احسن شوق نیموی - حال مقامی شہر پٹنہ - شاہ کی املی گلی